

ٹوپی وپکڑی سے

یا

ننگے سر نماز؟

تالیف

ابوعدنان محمد منیر قمر نواب الدین

ترجمان سہریم رکورڈٹ - الخبر - سعودی عرب

ناشرین

WWW.IRCPK.COM

## اشاعت کے دائمی حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

☆ ٹوپی ویگٹری سے یا ننگے سر نماز : نام کتاب :  
☆ ابو عدنان محمد منیر قمر نواب الدین : تالیف :  
☆ مسعود سہیل شاہد ستار : کمپوزنگ :  
☆ اپریل ۲۰۰۲ء : طبع اول :

ہندوستان میں ملنے کے پتے

☆ توحید پبلیکیشنز، ایس۔ آر۔ کے۔ گارڈن

بنگلور۔ فون. ۶۶۵۰۶۱۸

☆ چارمینار بک سٹور

چارمینار روڈ، شیواجینگر، بنگلور۔ ۱

ناشرین

توحید پبلیکیشنز (جدید) بنگلور۔ انڈیا



## فہرست مضامین

| نمبر شمار | مضمون                                       | صفحہ نمبر |
|-----------|---|-----------|
| 1         | فہرست مضامین                                | 3         |
| 2         | عرض مؤلف                                    | 6         |
| 3         | نماز میں گپڑی یا ٹوپی سے سر کو ڈھانپنا      | 7         |
| 4         | نماز میں گپڑی کے فضائل والی روایات کا جائزہ | 8         |
| 5         | پہلی حدیث                                   | 8         |
| 6         | اسکی استنادی حیثیت                          | 9         |
| 7         | دوسری حدیث                                  | 10        |
| 8         | اسکی استنادی حیثیت                          | 10        |
| 9         | تیسری حدیث                                  | 11        |
| 10        | اسکی استنادی حیثیت                          | 11        |
| 11        | چوتھی حدیث                                  | 11        |
| 12        | اسکی استنادی حیثیت                          | 12        |
| 13        | ان باطل روایات کے اثرات                     | 13        |
| 14        | ننگے سر نماز؟                               | 15        |
| 15        | ۱۔ بریلوی موقف                              | 15        |

| نمبر شمار | مضمون                                 | صفحہ نمبر |
|-----------|---------------------------------------|-----------|
| 16        | ۲۔ دیوبندی موقف                       | 16        |
| 17        | ایک فتویٰ                             | 17        |
| 18        | پہلی بات                              | 17        |
| 19        | دوسری بات                             | 18        |
| 20        | تیسری بات                             | 18        |
| 21        | چوتھی بات                             | 18        |
| 22        | ۳۔ اہلحدیث موقف                       | 19        |
| 23        | مجلہ اہلحدیث سودرہ                    | 19        |
| 24        | مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ           | 19        |
| 25        | مولانا محمد اسماعیل سلمیٰؒ            | 21        |
| 26        | خلاصہ کلام                            | 23        |
| 27        | فقہ السنۃ سید سابق                    | 24        |
| 28        | مواعظ و اعتراضات                      | 24        |
| 29        | نگہ سر نماز کے دلائل کی استنادی حیثیت | 27        |
| 30        | پہلی دلیل                             | 27        |
| 31        | اولاً                                 | 27        |
| 32        | ثانیاً                                | 27        |

| نمبر شمار | مضمون                               | صفحہ نمبر |
|-----------|-------------------------------------|-----------|
| 33        | دوسری دلیل                          | 28        |
| 34        | اولاً                               | 28        |
| 35        | ثانیاً                              | 28        |
| 36        | ثالثاً                              | 29        |
| 37        | تیسری دلیل                          | 29        |
| 38        | تمام المذنبہ شیخ البانیؒ            | 30        |
| 39        | ایک عجوبہ                           | 31        |
| 40        | افشاء سلام کا حکم و فضیلت اور موانع | 32        |
| 41        | جہاں مسلم و کافر دونوں ہوں؟         | 35        |
| 42        | ٹوپی یا عمامہ کوئی ایک              | 36        |
| 43        | تراجم و تصانیف محمد منیر قمر        | 44        |

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## پیش اس

﴿إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ، وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضِلِّ اللَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِيكَ لَهُ، وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ﴾ أَمَّا بَعْدُ:

قارئین کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نماز کی ادائیگی کے دوران سر پر عمامہ و گپڑی یا ٹوپی ہونا ضروری ہے؟ یا ننگے سر نماز پڑھنی جاسکتی ہے؟ اس سلسلہ میں بعض لوگوں میں افراط و تفریط پائی جاتی ہے، کچھ لوگ سر ڈھانپنے کو فرض و واجب کی شکل میں پیش کرتے ہیں اور کچھ دوسرا کپڑا یا ٹوپی ہوتے ہوئے اتار کر رکھ دیتے اور ننگے سر نماز پڑھتے ہیں۔ اس رسالہ میں ان دونوں انتہاؤں کا دلائل کی روشنی میں جائزہ لیا گیا ہے۔

یہ دراصل ہماری چند ریڈیائی تقاریر ہیں جو ریڈیو متحدہ عرب امارات ام القیوین سے نشر ہوئیں تھیں، ہمارے فاضل دوست حافظ ارشاد الحق (الذید۔ شارحہ) نے تحریر کے قالب میں ڈھال دیا ہے جس پر ہم انکے شکر گزار ہیں، فَجَزَاهُ اللَّهُ خَيْرًا۔

یہ موضوع پہلے ہماری کتاب فقہ الصلوٰۃ (نماز نبوی مدلل) کی جلد دوم میں شائع ہو چکا ہے اور یہ اسکی دوسری مستقل اشاعت ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مؤلف، مرتب اور تمام معاونین کی محنت کو قبول فرمائے، اس رسالے کو

شرف قبول سے نوازے اور قارئین کیلئے استفادہ کا باعث بنائے۔ آمین ۵/ سفر ۱۴۲۱ھ

مؤلف:- ابوعدنان محمد منیر قمر نواب الدین، ترجمان سپریم کورٹ، الخیر ۹/ مئی ۲۰۰۰ء

وداعیہ متعاون۔ مراکز دعوت و ارشاد الدمام، الخیر الطبر ان (ایر بیس) سعودی عرب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## نماز میں پگڑی یا ٹوپی سے سر کو ڈھانپنا

نماز کے لئے لباس کے ضمن میں کسی صحیح و صریح اور خاص حدیث رسول ﷺ سے، آئمہ اربعہ رحمہم اللہ میں سے کسی امام سے اور فقہاء و محدثین رحمہم اللہ میں سے کسی فقیہہ یا محدث سے یہ ثابت نہیں کہ مردوں کو نماز میں سر کا ڈھانپنا بھی شرط یا واجب یا ضروری قرار دیا گیا ہو۔

مگر ہمارے یہاں اس سلسلہ میں بڑے تشدد سے کام لیا جاتا ہے۔ اگر کوئی ننگے سر نماز پڑھ لے تو اسے پڑی ختمکین آنکھوں سے تاڑا جاتا ہے۔ جیسے کہ اس سے کوئی بہت ہی گھناؤنا جرم سرزد ہو گیا ہو، اور اس شخص کو بڑا ہراسمجا جاتا ہے۔ جیسے کہ اس نے کسی گناہ کبیرہ کا علانیہ ارتکاب کر لیا ہو۔ اور کئی ”مہربان“

ازراہ شفقت کوئی نہ کوئی بوسیدہ سی بھجور کے پتوں کی بنی ہوئی یا پھر کوئی سوئی مگر تیل اور میل سے اٹی ہوئی ٹوپی اٹھا کر اس کے سر پر رکھ دیتے ہیں۔ اور بعض حضرات شدت احساس میں اس حد تک مبتلا ہو جاتے ہیں کہ پاس کوئی رومال یا ٹوپی نہ ہو اور مسجد سے بھی کسی چیز کے منبر نہ آنے پر قیص کے پٹن کھول لیتے ہیں، اور کالراٹھا کر اسے گلے کی بجائے سر پر رکھ لیتے ہیں تاکہ سر ننگا نہ رہے حالانکہ یہ تمام انداز ”سرپوشی“ شرعی اعتبار سے درست نہیں۔ کیونکہ سر کو ڈھانپنے کے ضروری ہونے کی کوئی خاص دلیل صحیح نہیں ہے۔ البتہ اگر مطلق زینت اختیار کرنے سے پگڑی یا ٹوپی کی فضیلت اخذ کی جائے تو وہ ایک دوسری بات ہے اور وہ بھی محض

فضیلت کی حد تک ہے نہ کہ شرط یا وجوب کے لئے۔ ان مطلق دلائل کا تذکرہ بعد میں کریں گے انشاء اللہ۔

## نماز میں پگڑی کے فضائل والی روایات کا جائزہ:

یہاں پہلے ان احادیث کا جائزہ پیش کرنا ضروری ہے جن میں پگڑی یا ٹوپی کی بہت ہی زیادہ فضیلت بتائی گئی ہے جو کہ سب من گھڑت اور ضعیف ہیں۔

**پہلی حدیث:** نماز میں پگڑی یا ٹوپی سے سر کو ڈھانسنے کی فضیلت پر دلالت کرنے والی جن بعض

احادیث کو پیش کیا جاتا ہے، ان میں سب سے پہلی حدیث ابن النجار نے (محمد بن مہدی المروزی تک) اپنی سند سے روایت کی ہے۔ جس میں مہدی بن میمون بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بیٹے حضرت سالم کے یہاں پہنچا تو دیکھا کہ وہ عمامہ (پگڑی) باندھ رہے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے ابویوب:

﴿أَلَا أَحَدَيْتُكَ بِحَدِيثِ تَحْبُهُ وَتَحْمِلُهُ وَتُرْوِيهِ؟﴾

”میں تمہیں ایک حدیث نہ سناؤں جسے تم پسند کرو اور یاد رکھو اور آگے بیان کرو“

میں نے عرض کیا ضرور سنائیں، تو انہوں نے فرمایا:

﴿ذَخَلْتُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عُمَرَ وَهُوَ يَغْتَمُّ﴾

”میں اپنے والد گرامی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس گیا جب کہ وہ عمامہ باندھ رہے تھے۔“

انہوں نے مجھے فرمایا:

﴿يَا بَنِي أَحِبَّ الْعِمَامَةَ يَا بَنِي اعْتَمِ تَجَلُّ وَتُكْرَمُ وَتُقَرُّوْ لَا يَرَاكَ الشَّيْطَانُ إِلَّا وُلَّى هَارِبًا.

إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: صَلَوةُ بَعْمَامَةٍ تَعْدِلُ بِخُمْسٍ وَعَشْرَيْنَ صَلَوةً بِغَيْرِ

عِمَامَةٍ وَجُمُعَةٌ بِعِمَامَةٍ، تَعْدِلُ سَبْعِينَ جُمُعَةً بِغَيْرِ عِمَامَةٍ، إِنَّ الْمَلَائِكَةَ يَشْهَدُونَ الْجُمُعَةَ



مُعْتَمِدِينَ. وَلَا يَزَالُونَ يُصَلُّونَ عَلَى أَصْحَابِ الْعَمَائِمِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ ﴿١﴾  
 ”اے میرے بیٹے! عمامہ (پگڑی) کو محبوب رکھو۔ اے بیٹے! عمامہ باندھتہاری جلالت و قدر، عزت و شرف اور تعظیم و توقیر ہوگی اور شیطان تمہیں دیکھتے ہی بھاگ جائے گا۔ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے عمامہ (پگڑی) باندھ کر پڑھی گئی ایک نماز بغیر عمامے کے پڑھی گئی پچیس (۲۵) نمازوں کے برابر ہوتی ہے اور عمامہ باندھ کر پڑھی گئی، ایک نماز جمعہ بغیر عمامہ پڑھی گئی جمعہ کی ستر نمازوں کے برابر ہے۔ بے شک فرشتے عمامہ باندھ کر جمعہ میں حاضر ہوتے ہیں، اور غروب آفتاب تک دستار و عمامہ والوں کے لئے رحمت کی دعائیں کرتے رہتے ہیں۔“

امام سیوطی رحمہ اللہ نے اس روایت کو تاریخ ابن عساکر اور الفردوس دہلی کی طرف منسوب کیا ہے۔

اس کی استنادی حیثیت: اس حدیث کی استنادی حیثیت معلوم کی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ محدثین کرام نے اس کو من گھڑت قرار دیا ہے:

امام سیوطیؒ نے اسے ”ذیل الاحادیث الموضوعہ“ صفحہ ۱۱ پر نقل کیا ہے۔ اور اس کے موضوع یا من گھڑت ہونے کے حکم کو برقرار رکھا ہے۔ اسی طرح (تذریعہ الشریعہ میں) ابن عراق نے بھی ان کی متابعت کی ہے۔ اور اسے من گھڑت روایات میں شمار کرنے کے باوجود امام سیوطیؒ سے ذہول ہوا۔ تو ابن عساکر کے حوالہ سے اسے الجامع الصغیر میں بھی نقل کر دیا۔ اور فتح القدیر شرح الجامع الصغیر میں علامہ مناویؒ نے امام سیوطیؒ کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حافظ ابن حجرؒ نے اس حدیث کو موضوع یعنی من گھڑت کہا ہے۔ اور پھر المقاصد صفحہ ۱۲۴ پر علامہ سخاویؒ نے بھی حافظ ابن حجرؒ کا یہ فیصلہ نقل کیا ہے، اور اسے پسند کیا ہے۔ اور خود امام سیوطیؒ نے ذیل الاحادیث الموضوعہ نامی اپنی کتاب میں ابن حجرؒ سے اس حدیث کی یہ حیثیت نقل کی ہے۔ اور ماضی قریب کے معروف حنفی محدث ملا علی قاریؒ نے من گھڑت احادیث پر مشتمل اپنی کتاب ”الموضوعات“ (صفحہ ۵۱) میں فقہاء مالکیہ میں سے ابوالحسن علی بن محمد المصری الشاذلی سے ان کا اس حدیث کے بارے میں قول نقل کیا ہے۔ جس میں وہ فرماتے ہیں:

﴿هَذَا حَدِيثٌ بَاطِلٌ﴾

”یہ باطل روایت ہے۔“

اور لسان المیزان (۲۴۴/۳) میں حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے کہا ہے:

﴿هَذَا حَدِيثٌ مُضَوَّعٌ﴾

یہ روایت جعلی ومن گھڑت ہے۔

اور آگے حافظ ابن حجرؒ نے اس روایت کی سند کے راویوں عباس بن کثیر، ابوشیر بن سيار، محمد بن مہدی مروزی اور مہدی بن میمون کے غیر معروف و مجہول ہونے کا تذکرہ کیا ہے اور وضاحت کی ہے کہ حضرت سالم سے روایت کرنے والے راوی مہدی بن میمون وہ بصری مہدی نہیں، جن کی مرویات صحیحین میں ہیں، یہ کوئی دوسرے ہیں۔

اس حدیث کو محمد بن عسقلانیؒ نے اپنی کتاب سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ و الموضوعۃ میں نقل کر کے اس پر بالتفصیل کلام کیا ہے جو اس کتاب کی جلد اول صفحہ ۱۶۰ تا ۱۵۸ پر دیکھا جاسکتا ہے۔ (۲)

**دوسری حدیث:** اسی موضوع کی ایک دوسری حدیث بھی ہے، جس سے امامہ و دستار یا پکڑی وٹوپی پہن کر پڑھی جانے والی نماز کی فضیلت بیان کی جاتی ہے۔ وہ حدیث جسے حلیہ، اولیاء میں ابوالعیم نے اور انہی کے طریق سے دیلمی نے الفردوس میں روایت کیا ہے، اس میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

﴿رَكْعَتَانِ بِعِمَامَةٍ خَيْرٌ مِنْ سَبْعِينَ رَكْعَةً بِأَعْمَامَةٍ﴾ (۳)

”عمامہ باندھ کر پڑھی گئی دو رکعتیں، بلا عمامہ پڑھی گئی ستر رکعتوں سے بہتر ہیں۔“

**استنادی حیثیت:** اس روایت کو بھی محدثین کرام نے من گھڑت کہا ہے، کیونکہ اس کی سند کے ایک راوی طارق بن عبد الرحمن ہیں جسے شرح الجامع الصغیر میں علامہ مناوی نے ضعیف ثابت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

امام ذہبیؒ نے اپنی کتاب الضعفاء میں وارد کیا ہے۔ اور کہا ہے:

﴿لَا يَكَاذُ يُعَرِّفُ﴾

”کہ یہ غیر معروف ہے۔“

اور اس کے بارے میں امام نسائیؒ کا قول نقل کیا ہے۔ جس میں وہ فرماتے ہیں:

﴿لَيْسَ بِقَوِيٍّ﴾

”کہ یہ قوی نہیں ہے۔“

اور امام سخاویؒ نے اس روایت کے بارے میں ”المقاصد الحسنة“ میں کہا ہے:

﴿هَذَا الْحَدِيثُ لَا يُبْتِ﴾

”یہ حدیث ثابت نہیں ہوتی۔ یعنی صحیح نہیں ہے۔“ (۴)

تیسری حدیث: سلسلہ الاحادیث الضعیفہ و الموضوعہ میں اس کے مؤلف نے لکھا ہے

کہ میں نے حافظ ابن رجب حنبلیؒ کے خط سے لکھا ہوا ان کی شرح ترمذی کے نامکمل مسودہ (۲/۸۳) کے ایک حصہ کو دیکھا ہے، جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ ابو عبد اللہ امام احمد بن حنبلؒ سے ایک نصیبی شیخ محمد بن نعیم کے بارے میں پوچھا گیا اور بتایا گیا کہ اس شیخ نے عن سہل عن ابیہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ النبی ﷺ کی سند سے یہ حدیث بیان کی ہے:

﴿صَلَاةُ بِعِمَامَةٍ أَفْضَلُ مِنْ سَبْعِينَ صَلَاةً بِغَيْرِ عِمَامَةٍ﴾

”عمامہ والی ایک نماز بغیر عمامہ سے پڑھی گئی ستر نمازوں سے افضل ہے۔“

استنادی حیثیت: یہ سن کر امام احمدؒ نے اس کے بارے میں فرمایا:

﴿هَذَا كَذَابٌ، هَذَا بَاطِلٌ﴾ (۵)

یہ (نصیبی شیخ محمد بن نعیم) کذاب یعنی انتہائی جھوٹا اور اس کی بیان کردہ یہ روایت باطل ہے۔

**چوتھی حدیث:** دستار و عمامہ یا پگڑی و ٹوپی کی فضیلت کے بارے میں ایک اور روایت بھی ہے، جس میں ایک دوسرا انداز وارد ہوا ہے اور عمامہ پہن کر نماز پڑھنے کو دس ہزار نیکیاں کرنے کے برابر قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ الفردوس دلیلی کے حوالہ سے ذیل الاحادیث الموضوعہ (صفحہ ۱۱۱) میں امام سیوطیؒ نے یہ روایت وارد کی ہے۔ جو کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے۔ اس روایت میں ہے:

﴿الصلوة في العمامة تعدل بعشرة آلاف حسنة﴾

”عمامہ باندھ کر نماز پڑھنا دس ہزار نیکیاں کرنے کے برابر ہے۔“

**استنادی حیثیت:** امام سیوطیؒ نے اس روایت کو ذیل الاحادیث الموضوعہ یعنی من گھڑت احادیث کے ضمیمہ میں نقل کیا ہے اور اس کی سند کے ایک راوی ابان کو ”متمم“ لکھا ہے۔ اور ابن عراق نے ”تنزیہ الشریعہ“ نامی کتاب (۲/۲۵۷) میں ان کی متابعت کرتے ہوئے اس راوی کو متمم ہی قرار دیا ہے۔ اور حافظ ابن حجرؒ کی پیروی کرتے ہوئے ان کے شاگرد حافظ سخاویؒ نے اپنی کتاب ”المقاصد الحسنہ“ صفحہ ۱۲۴ میں اس روایت کے بارے میں کہا ہے:

﴿انه موضوع﴾

”یہ روایت من گھڑت ہے۔“

اور ملا علی قاری نے ”موضوعات“ صفحہ ۵۱ میں مالکی فقیہ شیخ ضوفی سے اس کے بارے میں لکھا ہے:

﴿انه حديث باطل﴾

”کہ یہ روایت باطل ہے۔“ (۷)

اور عمامہ کی فضیلت کے بارے میں ممکن ہے کچھ اور احادیث بھی ہوں۔ لہذا اس سلسلہ میں ایک

قاعدہ کلیہ ذہن میں رکھیں جو کہ علامہ ابن قیمؒ کی ایک مختصر مگر نفیس ترین کتاب ”المنار المنیف فی

الصحيح والضعيف“ کے آخر میں ”کلیات فی احادیث غیر صحیحہ“ کے عنوان کے تحت درج

کیا گیا ہے اور ضعیف احادیث کو پہچاننے کے قواعد و ذرائع کے بیان پر مبنی اس کتاب میں علماء مہموصوف نے انتہائی تبحر علمی کا مظاہرہ فرمایا ہے۔ جو کہ قابل مطالعہ اور چھوٹے سائز کے صرف پونے دو سو صفحات کی کتاب ہے۔ کتاب کے محقق استاد محمود مہدی استنبولی نے علماء مہ ابنِ قیمؒ کے ذکر کردہ ضعیف و موضوع احادیث کی پہچان کے قواعد میں سے ہی ایک یہ بھی لکھا ہے:

﴿لَا يَصِحُّ فِي الْعِمَامَةِ حَدِيثٌ وَلَكِنَّ الرُّسُولَ ﷺ كَانَ يَلْبِسُهَا﴾ (۸)

”عمامہ کی فضیلت کے بارے میں وارد شدہ احادیث میں سے کوئی بھی صحیح نہیں ہے۔ البتہ نبی اکرم ﷺ عمامہ باندھا کرتے تھے۔“

اور ان روایات کے موضوع و باطل ہونے میں اس لئے تردد نہیں رہنا چاہئے کہ ان میں عمامہ والی نماز کا ثواب اتنا ہی بتایا گیا ہے جتنا اکیلے نماز پڑھنے والے کی نسبت باجماعت نماز پڑھنے والے کا ثواب ہے۔ جب کہ عمامہ باندھنا اور جماعت میں شامل ہونے میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ کیونکہ عمامہ باندھنا زیادہ سے زیادہ مستحب ہے۔ بلکہ رائج تر بات یہ ہے کہ یہ سنن عادت میں سے ہے۔ سنن عبادت میں سے نہیں (اور نبی اکرم ﷺ کی اتباع کی نیت سے عادت پہننے پر ثواب بھی ہے مگر نماز باجماعت سے اس کا کیا مقابلہ ہے؟) وہ تو کم از کم سنت مؤکدہ کا درجہ رکھتی ہے۔ بلکہ بعض اہل علم نے تو جماعت کو نماز کا رکن و شرط بنا دیا ہے کہ اس کے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی، اگرچہ صحیح و رائج تر مسلک یہ ہے کہ جماعت فرض و واجب ہے جسے ترک کرنے سے نماز تو ہو جائے گی۔ لیکن وہ ترک جماعت پر سخت گناہ گار بھی ہوگا (جس کی تفصیل ہم اپنی ایک دوسری کتاب میں ذکر کر چکے ہیں)۔

ایسے میں یہ کیسے ممکن ہے کہ شارع حکیم و علیم محض عمامہ باندھ کر پڑھی گئی نماز کے اجر و ثواب کو جماعت کے ساتھ پڑھی گئی نماز کے برابر بلکہ اس سے بھی زیادہ کر دے (جیسا کہ ان روایات میں وارد ہوا ہے)۔ اور غالباً حافظ ابن حجرؒ نے اسی نقطہ کے پیش نظر اس روایت کو من گھڑت قرار دیا ہے۔ (۹)

**ان باطل روایات کے اثرات:** ان ضعیف و باطل اور ناقابلِ حجت و اعتبار روایات کا ہی

نتیجہ ہے کہ آج ہمارے بعض بھائیوں نے خصوصاً پاک و ہند میں ٹوپی یا عمامہ کو وہ مقام دے دیا ہے کہ قمیص کا کالر تک اٹھا کر سر پر رکھ لیتے ہیں۔ کوئی ننگے سر نماز پڑھ رہا ہو تو اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا جاتا ہے۔ یا پھر کوئی نہ کوئی ازراہ کرم کوئی بوسیدہ ٹوپی اس کے سر پر رکھ دیتا ہیں۔ جسے قطعاً زینت کا باعث قرار نہیں دیا جاسکتا۔ بلکہ ہماری مساجد میں دستیاب ہونے والی ٹوپیاں زینت تو کجا اُلٹا بد صورتی و بد ذوقی اور سوء منظر کا سبب بنتی ہیں۔

اول تو ان روایات کی حیثیت معلوم ہونے سے پتہ چل گیا کہ ٹوپی یا عمامہ اور پگڑی و دستار کی کوئی فضیلت ثابت نہیں اور اگر نبی اکرم ﷺ کے دستار و عمامہ باندھنے کے عمل سے اس کی فضیلت مان بھی لی جائے تو پھر ضروری ہے کہ دستار و عمامہ یا ٹوپی و پگڑی نماز کے لئے استعمال کی جائے جسے دُور حاضر میں واقعی زینت و عزت اور رعب و وقار کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ اور صرف نماز کے لئے ہی نہیں، عام حالات میں ادھر ادھر نکلنے یا کسی کے ہاں مہمان جانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہو۔

محض سر کو ڈھلکنا اور وہ بھی ایسی ٹوپیاں سے، جنہیں اگر آپ سے کہا جائے کہ سر پر پہن کر باز اُکارا چکر لگا لو یا کسی عزیز رشتہ دار کے یہاں سے ہو آؤ تو اسے پہن کر جانے میں آپ شرم محسوس کریں۔ تو پھر کیا اللہ کی ذات اور اس کے گھر ہی (نعوذ باللہ) ایسے غیر اہم مقامات ہیں جس کے یہاں آپ ایسی مانگے کی ٹوپیاں اور وہ بھی ٹوٹی پھوٹی اور میلی کچی، پہن کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔

ادھر نماز سے فارغ ہوئے اور ٹوپی اتاری اور صفوں کی آخری دیوار کے پاس پھینک دی یا پھر اسے تہہ کر کے جیب میں مچوس کر دیا۔

یاد رکھیں کہ دستار و عمامہ مسلمان کی شان اور اس کا امتیاز ہے۔ جو نماز کی نسبت نماز سے باہر عام حالات میں زیادہ ضروری ہے۔ تاکہ مسلمان کی پہچان ہو سکے۔ اور وہ دستار و عمامہ جو امتیاز کے طور پر عام حالات میں پہنا جائے وہی نماز میں بھی پہنا جانا چاہیئے۔

اور ان ٹوپیاں کو رواج دینے کے نتیجہ میں ہی اللہ کے گھروں کو اس طرح بھی ”غیر اہم“ بنایا جاتا

ہے۔ کہ انہیں اپنی ”سقاوت“ کا مرکز بناتے ہوئے ٹوپیاں خرید کر اس میں رکھی جاتی ہیں۔ جو تھوڑے ہی عرصے میں تیل اور مکمل سے اٹ جاتی ہیں۔ اور جا بجا سے پھٹ جاتی ہیں۔ مگر مسجد سے ہٹائے جانے کا قصور بھی نہیں کیا جاتا۔ اسی طرح مسجد کو بلا وجہ ایک خیراتی ادارے کا سارنگ دے دیا جاتا ہے۔ جو کہ بہر حال اللہ کے گھروں کے نمایاں شان ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ یہ ان کے مقام اور تقدس کو مجروح کرنے کا ذریعہ ہے۔

## ننگے سر نماز کا جواز

فضیلت والی روایات کی استنادی حیثیت اور ان کے نتائج و اثرات کے بعد اب آئیے ننگے سر نماز کا حکم بھی معلوم کریں کہ آیا اس طرح نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

اس سلسلہ میں برصغیر میں مسلمانوں کے دو بڑے مکتب فکر ہیں، ایک اہلسنت اور دوسرے اہلحدیث، جب کہ اہلسنت میں دو بڑی شاخیں ہیں اور وہ دونوں ہی احناف کہلاتی ہیں۔ ان میں ایک ہیں دیوبندی احناف اور دوسرے ہیں بریلوی احناف۔ اس طرح ہمارے سامنے تین بڑے مکتب فکر آتے ہیں۔ لہذا آئیے ان تینوں کے نزدیک ننگے سر نماز کی شرعی حیثیت دیکھیں۔ چنانچہ ان تینوں میں سے غالب اکثریت بریلوی حضرات کی ہے۔ لہذا پہلے بریلوی موقف دیکھیں۔

**۱۔ بریلوی موقف:** بریلوی موقف کو معلوم کرنے کے لئے جب اس کتب فکر کے بانی مولانا احمد رضا خان کی تصریحات کا مطالعہ کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنی کتاب ”احکام شریعت“ حصہ اول مسئلہ ۵۴ کے ضمن میں لکھتے ہیں:

”اگر بقیۃ عاجزی ننگے سر (نماز) پڑھتے ہیں تو کوئی حرج نہیں،“ (۱۰)

اسی کتاب ”احکام شریعت“ حصہ دوم مسئلہ ۳۹ کے جزء ب میں لکھتے ہیں:

”اگر نماز کے دوران ٹوپی سر سے گر جائے تو اٹھا لینی چاہیے۔ یہی افضل ہے جب کہ بار بار نہ گرے۔ اور اگر

تذلل و اعساری کی قیئت سے سربرہند رہنا چاہیے تو (گری ہوئی ٹوپی) نہ اٹھانی چاہیے۔“

بریلوی مکتب فکر کی دوسری کتاب ”عرفان شریعت“ حصہ اول مسئلہ ۷ کے تحت لکھا ہے:

”اگر مقتدی عمامہ باندھے ہوں اور امام کے سر پر عمامہ نہ ہو تو نماز بلا تکلف درست ہوگی۔“

لیجئے! بریلوی موقف خود اس مکتب فکر کے بانی و سرخیل کے اپنے اقوال و فتاویٰ کی روشنی میں واضح ہو گیا کہ ان کے علماء کے نزدیک ننگے سر نماز ہو جاتی ہے۔ اور یہ الگ بات ہے کہ سب سے زیادہ اسی مکتب فکر کے لوگ ننگے سر نماز پڑھنے والوں پر گرجتے اور برستے ہیں۔

**۲۔ دیوبندی موقف:** احناف میں بریلوی مکتب فکر کے بعد دوسرا مکتب دیوبندی ہے۔ جب کہ

ان کی متداول کتب میں بھی ننگے سر نماز کو جائز لکھا گیا ہے۔ مثلاً امام طحاویؒ کی کتاب معانی الآثار (۲۳۴/۱) میں مذکور ہے:

”مردوں کے لئے صرف ایک ہی کپڑے میں نماز جائز ہے۔“

اور لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ، ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا بھی یہی قول ہے اور ظاہر ہے کہ جب ایک کپڑے میں نماز کو جائز قرار دیا گیا ہے تو یقیناً اس میں سر کو ڈھانپنا شامل نہیں ہو سکتا۔ جو ننگے سر نماز کے جواز کی دلیل ہو سکتی ہے۔

فقہ السنہ میں سید سابق نے لکھا ہے:

”حنفیہ کے نزدیک ننگے سر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر یہ ننگے سر نماز پڑھنا خشوع کے لئے ہو تو یہ ان کے نزدیک مستحب ہے“ (۱۱)

اور مغل بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے زمانہ میں پانچ سولہ احناف کی مرتب کی ہوئی کتاب

فتاویٰ عالمگیری میں فقہ حنفی کی کتاب ”الذخیرۃ“ سے نقل کرتے ہوئے لکھا گیا ہے:

﴿يُحَرِّمُ الصَّلَاةَ حَاسِرًا رَأْسَهُ إِذَا كَانَ يَجِدُ الْعِمَامَةَ وَقَدْ فَعَلَ ذَلِكَ تَكْاسُلًا وَتَهَاوُنًا وَلَا

بَأْسَ بِهِ إِذَا فَعَلَهُ، تَذَلُّلاً وَخَشَوْعًا بَلْ هُوَ حَسْبَنَ، كَذَلِكَ لِدُخَيْرَةِ﴾



”ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے جب کہ اس کے پاس عمامہ بھی موجود ہو اور اس نے سُستی کرتے ہوئے اور عمامہ کو اہمیت نہ دیتے ہوئے ننگے سر نماز پڑھی ہو۔ اور اگر وہ خشوع و خضوع کے لئے ننگے سر نماز پڑھے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ یہ زیادہ بہتر ہے۔“

اور کتاب الذخیرہ میں ایسے ہی لکھا ہے۔

ایسے ہی فقہ حنفی کی معروف کتاب شرح وقایہ میں مکروہات نماز کے ضمن میں لکھا ہے:

﴿وَصَلَوْتُهُ حَاسِرًا رَأْسَهُ لِلتَّكَاثُلِ أَوْ لِّلْتَهَاؤِنِ بِهَا لَا لِلتَّذَلُّلِ﴾

”سُستی کی وجہ سے یا عمامہ سے لا پرواہی کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھنا تو مکروہ ہے۔ لیکن تذلل واکساری کے لئے ایسا کیا جائے تو پھر مکروہ نہیں ہے۔“

اس شرح وقایہ کے حاشیہ عمدة الراعیہ میں مولانا عبدالحی حنفیؒ للتذلل کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

﴿لَا لِلتَّذَلُّلِ اِنِّیْ لِقَصْدِ التَّذَلُّلِ وَ اِظْهَارِ الْخُشُوعِ. لَا لِلتَّذَلُّلِ فَاِنَّ الْخُشُوعَ فِی الصَّلَاةِ اَمْرٌ

مُسْتَحْسَنٌ وَهُوَ اِنْ كَانَ مِنْ اَفْعَالِ الْقَلْبِ لَکِنْ لَا بَاسَ بِاِظْهَارِ اَثَارِهِ فِی الظَّاهِرِ﴾

”یعنی اگر ننگے سر نماز پڑھنا تذلل واکساری کے لئے ہو تو مکروہ نہیں، ان الفاظ میں ”تذلل کے لئے نہیں“

سے مراد یہ ہے کہ جب تذلل اور خشوع کا اظہار کرنا مقصود ہو (تب مکروہ نہیں) کیونکہ نماز میں خشوع ایک

اچھا فعل ہے۔ یہ خصوص اگرچہ دراصل تودل کے افعال سے ہے۔ لیکن اس کے آثار و علامات کو ظاہر کرنے

میں کوئی مضائقہ نہیں۔“

ایسے ہی دیوبند مکتب فکر کے علماء کی کتب میں سے احسن الفتاویٰ اور شرح التوہید میں بھی ننگے سر

نماز کو جائز و درست قرار دیا گیا ہے۔ جنہیں ہمارے بھائی یا تو پڑھتے نہیں اور اگر پڑھتے ہیں تو بھول جاتے

ہیں۔ یا پھر تجاہلِ عارفہ سے کام لیتے ہیں۔ وجہ چاہے کچھ بھی ہو، ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں۔ البتہ اپنی ذمہ

داری سے سبکدوش ہونے کے لئے ان کتابوں کا متعلقہ اقتباس اور ایک دیوبندی عالم مولانا لدھیانوی کا

فتویٰ بھی آپ کے گوش گزار کئے دیتے ہیں۔

**ایک فتویٰ:** دیوبندی مکتب فکر کے ہی ایک عالم مولانا لدھیانوی کا ایک فتویٰ روزنامہ ”جنگ لاہور“ بابت ۳۰ اکتوبر ۱۹۸۶ء میں شائع ہوا تھا۔ جس میں انہوں نے مساجد میں پائی جانے والی چٹائی وغیرہ کی ٹوپوں کی قباحتوں کے تذکرہ کے ساتھ ساتھ ننگے سر نماز کے جواز کا فتویٰ جاری کیا تھا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ان کے بقول:

**پہلی بات:** یہ کہ چٹائی کی ٹوپیاں پہننے والوں کی نماز نہیں ہوتی۔ اور ایسی ٹوپیاں مسجد میں رکھنا جائز نہیں ہے۔ اور آگے اس کی وجوہات بیان کی ہیں جن میں سے مختصر ایک وجہ یہ ہے کہ ان ٹوپوں سے مسجد کا احترام مجروح ہوتا ہے۔

**دوسری بات:** دوسری وجہ یہ کہ ٹوپوں پر میل کی تہہ اور پسینے کی بدبو خلافِ زینت اور ناگوار ہوتی ہے۔

**تیسری بات:** ٹوپوں کو مسجد میں رکھنے کے عدم جواز کی ایک اور دلیل موصوف نے یہ بھی ذکر کی ہے کہ ان ٹوپوں کے مسجد میں رکھنے کی وجہ سے لوگ مسجد کو عبادت گاہ کی بجائے خیراتی اور رفاہی ادارہ سمجھنے لگتے ہیں۔ جو مسجد کے مقاصد کے خلاف ہے اور اس سے مسجد کی توہین ہوتی ہے۔

**چوتھی بات:** مفتی صاحب موصوف نے فتویٰ میں احسن الفتاویٰ کے حوالہ سے شرح التتویر کی وہ عبارت بھی نقل کی ہے جو کہ مکروہات الصلوٰۃ کے ضمن میں ہے۔ جس میں کہا گیا ہے:

﴿وَصَلَوْتُهُ حَاسِرًا أَيْ كَاشِفًا رَأْسَهُ لِلتَّكَاثُلِ ، وَلَا بَأْسَ بِهِ لِلتَّكَاثُلِ﴾

”سُستی کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اکساری کی قیئت سے ہو تو پھر کوئی حرج نہیں۔“

اس اقتباس کو نقل کر کے اس کے آخری الفاظ وَلَا بَأْسَ بِهِ لِلتَّكَاثُلِ سے نتیجہ اخذ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ بلا تکاسل (سُستی) برہنہ (یعنی ننگے) سر نماز پڑھنے میں بھی کوئی کراہت نہیں ہے۔

یہ ایک دیوبندی عالم اور معروف مفتی کا فتویٰ ہے جس میں انہوں نے عقلی و نقلی دلائل کے ساتھ ننگے سر نماز کے

جواز اور مساجد میں ان ٹوپوں کے رکھنے کے عدم جواز کی صراحت کی ہے۔ (۱۲)

اس فتویٰ پر ایک دوسرے دیوبندی عالم مولانا سرفراز خان صفدر لکھنوی کا تعاقب بھی روزنامہ ”جنگ لاہور“ ۲۴ نومبر ۱۹۸۶ء کی اشاعت میں شائع ہوا۔ جس میں انہوں نے اپنے تمام پیش رو آئمہ و علماء کے فتاویٰ و تصریحات کے برعکس عوام الناس کے مروجہ رویے کے پیش نظر اور شامدان کی تائید حاصل کرنے کے لئے ٹوپی کو لازم قرار دے دیا۔ مگر کوئی واضح دلیل نہیں دے پائے۔ اور کسی بھی بلا دلیل دعویٰ کے باطل ہونے کا اصول معروف ہے (۱۳)

**۳۔ الحمدیث موقوف:** تیسرا مکتب فکر اہل الحدیث حضرات کا ہے جن کے نزدیک ننگے سر نماز تو ہو جاتی ہے۔ خصوصاً جب یہ ضرورتاً بھی ہو۔ لیکن محض سستی ولا پرواہی کی بناء پر ننگے سر نماز پڑھنے کو فیشن ہی بنالینا، اسے وہ بھی پسند نہیں کرتے۔ بلکہ تمام احناف کی طرح اس صورت کو وہ بھی غیر مستحسن یا مکروہ و ناپسندیدہ قرار دیتے ہیں۔

**مجلہ الحمدیث سوہدرہ:** اس سلسلہ میں ایک مختصر فتویٰ مجلہ اہل حدیث سوہدرہ (جو گجراتوالہ۔ پاکستان کے ایک قریبی چھوٹے سے مگر معروف علمی گاؤں سوہدرہ سے شائع ہوتا تھا) اس کی جلد ۱۵، شمارہ ۲۲ میں شائع ہوا تھا۔ جس میں مفتی مجلہ نے لکھا تھا:

”ننگے سر نماز ہو جاتی ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جواز ملتا ہے مگر بطور فیشن لا پرواہی اور تعصب کی بناء پر مستقل اور ابد الآباد کے لئے یہ عادت بنالینا جیسا کہ آجکل دھڑلے سے کیا جا رہا ہے۔ ہمارے نزدیک صحیح نہیں۔ نبی ﷺ نے خود یہ عمل نہیں کیا۔“ (۱۴)

**مولانا سید محمد داؤد غزنوی:** اسی سلسلہ میں ممتاز الحمدیث عالم مولانا سید محمد داؤد غزنوی سے جب پوچھا گیا کہ بدن پر کپڑے ہوتے ہوئے سر پر سے ٹوپی یا پگڑی اتار کر رکھ دینی، اور کوئی عذر بھی نہ ہو، اور ہمیشہ اسی طرح ہی نماز پڑھنا، اگرچہ فرض باجماعت مسجد میں ہو۔ اس کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟ کیا اس طرح

نبی ﷺ یا صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثبوت ملتا ہے؟ اور ننگے سر نماز پڑھنی افضل ہے یا سر ڈھانک کر؟ اور ساتھ ہی دلائل کا مطالبہ کیا گیا تو موصوفؒ نے ۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۹ھ کو جو فتویٰ صادر فرمایا جسے انہوں نے اپنے والد بزرگوار کی طرف منسوب کیا ہے۔ وہ لاہور سے شائع ہونے والے نفث روزہ ”الاعتصام“ کی جلد ۱۱ کے شمارہ ۱۸ میں نشر ہوا۔ وہ فتویٰ قدرے طویل ہے اس لئے اس کا حتی الامکان مفید خلاصہ پیش کیے دیتے ہیں۔ موصوفؒ لکھتے ہیں:

”سراعضائے ستر میں سے نہیں، لیکن نماز میں سر ننگا رکھنے کے مسئلہ کو اس لحاظ سے بلکہ آداب نماز کے لحاظ سے دیکھنا چاہیے اور آگے کندھوں کو ڈھانکنے پر دلالت کرنے والی بخاری وموطا امام مالک کی روایات اور موطا کی شرح زرقانی (وتہید) ابن عبدالبر، بخاری کی شرح فتح الباری، ایسے ہی شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کی کتاب الاختیارات اور امام ابن قدامہ کی المغنی سے تصریحات و اقتباسات نقل کر کے ثابت کیا ہے کہ کندھے بھی اگر چہ اعضائے ستر میں سے نہیں ہیں، اس کے باوجود نبی اکرم ﷺ نے ایک کپڑا ہونے کی شکل میں ننگے کندھوں سے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ اسی طرح سر بھی اگر چہ اعضائے ستر میں سے نہ سہی لیکن آداب نماز میں سے یہ بھی ایک ادب ہے کہ بلا وجہ ننگے سر نماز نہ پڑھی جائے اور اسے ہی زینت کا تقاضا بھی قرار دیا ہے۔ اور آگے لکھا ہے:

”ابتدائے عہد اسلام کو چھوڑ کر جب کہ کپڑوں کی قلت تھی اس کے بعد اس عاجز کی نظر سے کوئی ایسی روایت نہیں گزری، جس میں بصراحت یہ مذکور ہو کہ نبی اکرم ﷺ نے یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے مسجد میں اور وہ بھی نماز باجماعت میں ننگے سر نماز پڑھی ہو، چہ جائیکہ معمول بنالیا ہو۔ اس رسم کو جو پھیل رہی ہے بند کرنا چاہیے۔ اگر فیشن کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھی جائے تو نماز مکروہ ہوگی۔ اگر تعبد اور خضوع اور خشوع و عاجزی کے خیال سے (ننگے سر) پڑھی جائے تو یہ نصاریٰ کے ساتھ تختہ ہوگا۔ اسلام میں ننگے سر رہنا سوائے احرام کے، تعبد یا خشوع و خضوع کی علامت نہیں اور اگر کسل اور سُستی کی وجہ سے ہے تو یہ منافقین کی ایک خلقت سے متشابہ ہوگا:

﴿وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ إِلَّا وَهُمْ كُسَالَى﴾ (التوبة: ۵۴)

”نماز کو آتے ہیں تو سُست اور کاہل ہو کر۔“

غرض ہر لحاظ سے یہ ناپسندیدہ عمل ہے۔ (۱۵)

تو گویا موصوف کے نزدیک اگرچہ سرائے ستر میں سے نہیں کہ اس کا ڈھانپنا واجب ہو البتہ آداب نماز کا تقاضا یہ ہے کہ اسے ڈھانپا جائے۔ اور ننگے سر نماز کو عادت بنالینا نہ ثابت ہے نہ پسندیدہ۔

موصوف کا فتویٰ تو پورا ہی قابلِ مطالعہ تھا۔ مگر ہم نے خلاصہ پر ہی کفایت کی ہے۔ شائقین اسے ”الاعتصام“ کے مذکورہ شمارے میں یا پھر فتاویٰ علماء حدیث کی جلد چہارم صفحہ ۲۹۰-۲۹۱ پر دیکھ سکتے ہیں۔

**شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ:** ننگے سر نماز کے سلسلہ میں ہم نے الحمد للہ موقف کا تذکرہ

شروع کیا ہے۔ جس کے ضمن میں ہم نے دو فتوے بھی ذکر کئے ہیں۔ جب کے دوسرے فتویٰ والا استفتاء ہی ایک معروف اہل حدیث عالم شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل (سلفی) آف گوجرانوالہ کی خدمت میں بھی پیش کیا گیا تھا۔ جس پر موصوف نے بڑا تفصیلی جواب یا فتویٰ صادر کیا تھا۔ جسے ہفت روزہ ”الاعتصام“ نے اپنی اسی اشاعت میں نشر کیا تھا۔ جس میں مولانا غزنوی والا قدرے مفصل مگر اس سے نسبتاً مختصر فتویٰ نشر کیا تھا۔

مولانا محمد اسماعیلؒ کا یہ فتویٰ بھی کافی مفصل و مدلل ہے جو کہ درمیانے سائز کی کتاب فتاویٰ علمائے حدیث کے چار صفحات پر مشتمل ہے جس میں پہلے موصوفؒ نے لکھا ہے کہ اس سوال پر تین وجوہ سے غور کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ مطلق جواز اور اباحت کے لحاظ سے۔

۲۔ افضلیت یعنی آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام کے عام عمل کے لحاظ سے۔

۳۔ حرمت اور عدم جواز کے لحاظ سے۔

اور پھر نماز میں ستر مغلط (شرمگاہ) کو ڈھانپنے کے دلائل ذکر کئے ہیں اور ذکر کیا ہے کہ اعضاء ستر کو ویسے بھی ننگا رکھنا درست نہیں۔ نماز میں تو قطعاً حرام و ناجائز ہوگا۔

یہ تو ہوا ستر مغفلہ کے سلسلہ میں جب کہ:

”سر چونکہ بالاتفاق اعضائے ستر میں سے نہیں، اس لئے اگر کسی وقت ننگے سر نماز پڑھی جائے تو نماز بالاتفاق ہوگی۔ اس کے لئے نہ بحث کی ضرورت ہے نہ احادیث کی ٹٹول کی ضرورت، جس طرح کوئی پنڈلی، پیٹ، پشت وغیرہ، اعضائے ننگے ہوں تو نماز جائز ہے، سر ننگے بھی درست ہے، لیکن اسے عادت نہیں بنانا چاہیئے۔“ امام اگر نماز کے بعد پاؤں آسمان کی طرف کرے یا مقتدی کوئی ایسی حرکت کریں، حدیث میں اس سے رکاوٹ ثابت نہیں ہوگی، لیکن عقلمند ایسا کرنے سے پرہیز کریگا۔ ننگے سر کی عادت بھی قریباً اسی نوعیت کی ہے۔ جواز کے باوجود ایسی عادات عقل و فہم کے خلاف ہیں۔ عقلمند اور متدین آدمی کو اس سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ آنحضرت ﷺ، صحابہ کرام اور اہل علم کا طریق وہی ہے جواب تک مساجد میں متواتر اور معمول بہا ہے۔ کوئی مرفوع حدیث صحیح میری نظر سے نہیں گزری، جس سے اس ننگے سر نماز کی عادت کا جواز ثابت ہو۔ خصوصاً باجماعت فرائض میں بلکہ عادت مبارکہ یہی تھی کہ پورے لباس سے نماز ادا فرماتے تھے۔

امام بخاری کے باب وُجُوبِ الصَّلَاةِ فِي الثِّيَابِ وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى:

﴿خُذْ وَاذِّنْكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَ مَنْ صَلَّى مُلْتَحِفًا فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ﴾

نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

”امام بخاری کا مطلب یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ زینت کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ اعضائے ستر ڈھانپنے کے علاوہ اچھے کپڑوں میں نماز ادا کی جائے۔ عام ذہن کے لوگوں کو اس قسم کی احادیث سے غلطی لگی کہ ایک کپڑے میں نماز ادا کی جائے تو سرنگار ہے گا، حالانکہ ایک کپڑے کو اگر پوری طرح لپیٹا جائے تو سر ڈھکا جاسکتا ہے، اور پھر صحیحین و سنن کی متعدد احادیث کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ کسی میں سرنگار رکھنے کا ذکر نہیں، خصوصاً جس میں عادت اور کثرت عمل ثابت ہو۔ پھر احادیث میں آنحضرت ﷺ کے ارشاد سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ صورت یا تو صرف اظہار جواز کے لئے ہے یا کپڑوں کی کمیابی کی وجہ سے ہے۔ ان حالات سے جواز یا اباحت تو ثابت ہو سکتی ہے سُنّت یا استحباب ظاہر نہیں ہوتا۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ والا اثر جو،

جس میں مختلف کپڑوں کا ذکر آیا ہے، اسے نقل کر کے لکھتے ہیں:

”اس سے کپڑوں کی قلت اور عدم استطاعت صراحۃً سمجھ میں آتی ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اگر پورے کپڑے میسر ہو سکیں اور کوئی مانع نہ ہو تو تکلف سے مسکنت کا اظہار نہیں کرنا چاہیئے۔“

اور آگے فتح الباری سے ایک سے زیادہ کپڑوں میں نماز مستحسن ہونے اور صاحب استطاعت کے لئے اس کے واجب و افضل ہونے، اور صرف ایک کپڑے میں نماز کو تنگ حالی پر محمول کرنے کا پتہ دینے والی تصریحات نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

”غرض کسی حدیث سے بھی بلا عذر ننگے سر نماز کو عادت اختیار کرنا ثابت نہیں۔ محض بے عملی یا بد عملی کی وجہ سے یہ رواج بڑھ رہا ہے، بلکہ جہلاء تو اسے سنت سمجھنے لگے ہیں، العیاذ باللہ۔“

اور نماز کے لئے ایک کی بجائے دو کپڑے پہننے اور ان سے زینت اختیار کرنے والی بعض روایات و آثار کو نقل کرتے ہوئے انہیں مؤید تزیین و تجمل قرار دیا ہے۔ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں حافظ عینی نے مختلف مذاہب کے تذکرہ میں جو تفصیل بیان کی ہے، اس کا خلاصہ موصوف نے یہ ذکر کیا ہے:

”نماز ایک کپڑے میں درست ہے۔ لیکن جب وسعت ہو، کپڑے میسر ہوں تو پھر صرف ایک پر اقتصار و اکتفاء مستحسن نہیں۔“

ایسے ہی المعنی ابن قدامہ سے بعض آثار و اقوال نقل کرنے کے بعد موصوف فرماتے ہیں:

”ان تمام گزارشات سے مقصد یہ ہے کہ سرنگار کھنے کی عادت اور بلا وجہ ایسا کرنا اچھا فعل نہیں۔ یہ فعل فیشن کے طور پر روز بروز بڑھ رہا ہے۔ اور یہ بھی نامناسب ہے۔“

آگے چل کر اپنے اس جواب یا فتویٰ کے آخر میں مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ لکھتے ہیں:

”ویسے یہ مسئلہ کتابوں سے زیادہ عقل و فراست سے متعلق ہے۔ اگر جس لطیف سے طبیعت محروم نہ ہو تو ننگے سر نماز ویسے ہی مکروہ معلوم ہوتی ہے۔ ضرورت اور اضطرار کا باب اس سے الگ ہے۔“ (۱۶)

اس فتویٰ میں موصوف نے ایک اثر کی بات بھی کی ہے جس سے ننگے سر نماز کے جواز پر استدلال کیا جاسکتا

ہے۔ جسے ہم بعد میں ذکر کریں گے ان شاء اللہ۔  
یہ تو اس تفصیلی فتویٰ کا اختصار ہے۔ جسے پوری تفصیل مطلوب ہو۔ وہ الاعتصام کا مذکورہ شمار یا مولانا علی محمد سعیدیؒ کے مرتب کردہ فتاویٰ علمائے حدیث کی جلد چہارم کا صفحہ ۲۸۶ تا ۲۸۹ دیکھ لے۔

**خلاصہ کلام:** اہل حدیث علماء کے تین فتوے ہم نے آپ کے سامنے رکھ دیے ہیں۔ جن میں سے بعض میں احناف کی طرح ہی بلاوجہ ننگے سر نماز پڑھنے کو مکروہ و ناپسندیدہ قرار دیا ہے۔ اور اسے فیشن کے طور پر ایسے کرنے والوں کو اور بھی بُرا سمجھا ہے۔ ہاں بوقتِ ضرورت ایسا کر لینے کے جواز و اباحت سے انہیں بھی انکار نہیں ہے۔ بلکہ صحیح بات پوچھیں تو مولانا سید محمد داؤد غزنوی اور مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کے دونوں فتوؤں پر بعض ملاحظات و مؤاخذات ممکن ہیں۔ لیکن ہم اس سے قطع نظر کرتے ہوئے ان کے مفصل فتوؤں کے اس نچوڑ سے پوری طرح اتفاق کرتے ہیں، جو کہ دوسرے لفظوں میں مجلہ اہل حدیث سوہدرہ کا مختصر فتویٰ بن جاتا ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ ننگے سر نماز ہو جاتی ہے، لیکن بطور فیشن و لاپرواہی اور تعصب کی بناء پر اسے مستقل اور ابد الابد تک کے لئے عادت بنا لینا صحیح نہیں ہے۔

ننگے سر نماز کے جواز و عدم جواز کے سلسلہ میں بریلوی، دیوبندی اور پھر اہل حدیث علماء کی تصریحات و فتاویٰ ذکر کئے جا چکے ہیں۔ جن کا تعلق برصغیر پاک و ہند سے ہے اور مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں عالم عرب کے دو ممتاز علماء کے خیالات بھی پیش کر دیئے جائیں۔

**فقہ السنہ سید سابق:** نہ صرف عرب ممالک بلکہ عالم اسلام میں جانی پہچانی کتاب فقہ السنہ کے مؤلف سید سابق نے اپنی اس شہرہ آفاق کتاب میں ”کشف الرأس فی الصلوٰۃ“ کے تحت ننگے سر نماز کا حکم بیان کیا ہے، جس کے ضمن میں لکھا ہے کہ ابن عساکر نے (تاریخ دمشق میں) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے:

﴿اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ رُبَّمَا نَزَعَ قَلْبُسُوْتَهُ فَبَجَلَهَا سُرَّةَ بَيْنَ يَدَيْهِ﴾  
”بعض دفعہ نبی اکرم ﷺ اپنے سر اقدس سے ٹوپی اتار لیتے اور اسے اپنے سامنے بطور ستر رکھ لیتے



تھے۔“ (۱۷)

اور احناف سے نقل کیا ہے کہ ان کے نزدیک آدمی کے ننگے سر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر یہ فعل خشوع کے لئے ہو تو ان کے نزدیک مستحب ہے اور نماز میں سر کو ڈھانپنے کی افضلیت پر دلالت کرنے والی کوئی دلیل وارد نہیں ہوئی (۱۸)۔

تو گویا سید سابق کے نزدیک ننگے سر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، جسے انہوں نے ابن عساکر کی روایت سے ثابت کیا ہے، بلکہ خشوع کی نیت سے ہو تو مستحب ہے۔ جیسا کہ انہوں نے احناف سے نقل کر کے اسے برقرار رکھا ہے، اور سر کو ڈھانپ کر نماز پڑھنے کی افضلیت پر دلالت کرنے والی کوئی دلیل نہیں ہے۔

**مواخذات و اعتراضات:** موصوف کے اس اقتباس میں تین باتیں کہی گئی ہیں اور ان تینوں پر ہی مواخذات و اعتراضات وارد ہوتے ہیں، مثلاً:

۱۔ یہ جو کہا گیا ہے کہ اگر خشوع کی نیت سے ننگے سر نماز پڑھی جائے تو یہ مستحب ہے، جیسا کہ فقہ السنہ کے علاوہ خود فقہ حنفی کی کتب سے بھی ہم ذکر کر آئے ہیں۔

اس استحباب کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ بلکہ اس کے برعکس مولانا محمد داؤد غزنویؒ کے فتویٰ میں ہم ذکر کر آئے ہیں کہ انہوں نے ۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۹ھ میں جو فتویٰ صادر فرمایا تھا، جسے انہوں نے اپنے زمانہ طالب علمی میں اپنے والد گرامی مولانا سید عبدالجبار غزنویؒ سے سنا تھا، جو اس وقت تحریر سے بھی دس سال پہلے کی بات ہوگی، اس میں انہوں نے کہا تھا:

”اگر تعبد اور خضوع اور خشوع و عاجزی کے خیال سے ننگے سر نماز پڑھی جائے تو یہ نصاریٰ کے ساتھ تشبہ ہوگا، اسلام میں ننگے سر ہنا سوائے احرام کے، تعبد یا خضوع کی علامت نہیں۔“ (۱۹)

اور مولانا محمد اسماعیل صاحبؒ نے بخاری شریف سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی مختلف کپڑوں کے ناموں والا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ایک اثر نقل کر کے اس سے یہ بھی نتیجہ اخذ کیا ہے:

”اگر پورے کپڑے میسر ہو سکیں اور کوئی مانع نہ ہو تو تکلف سے مسکت (دشوع) کا اظہار نہیں

کرنا چاہیے۔“ (۲۰)

اسی سلسلہ میں فقہ السنہ کی تحقیق و تعلیق کے طور پر لکھی گئی کتاب تمام ائمہ میں علامہ مناصر الدین البانیؒ نے لکھا ہے: خشوع کی نیت سے ننگے سر نماز کا استحباب دین میں ایک ایسے حکم کو جاری کرنا ہے، جس کی کوئی دلیل نہیں سوائے رائے کے اور اگر یہ فعل حق ہوتا تو نبی اکرم ﷺ اسے ضرور اختیار فرماتے۔ اور اگر آپ ﷺ نے اختیار فرمایا ہوتا تو ضرور آپ ﷺ سے منقول ہوتا اور جب اس سلسلہ میں آپ ﷺ سے کچھ منقول نہیں ہوا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ نظریہ ایک خود ساختہ بدعت ہے۔ لہذا اس سے بچنا چاہیے۔ (۲۱)

اب رہی یہ بات کے ننگے سر نماز کو خشوع کی علامت قرار دینے کے لئے اور اس کا جواز و پیدا استحباب کرنے کے لئے اسے موسم حج میں بحالت احرام حاجی کے ننگے سر رہنے پر قیاس کیا جائے، جیسا کہ کتب فقہ میں وارد ہوا ہے (اور انصار السنہ مصر کے بعض اخوان نے بھی اس سے جواز پر استدلال کیا ہے) تو یہ قیاس درست نہیں بلکہ صاحب تمام ائمہ نے اسے قیاس باطل قرار دیا ہے۔ کیونکہ دوران احرام ننگے سر نہ ہونا حج کا شعار ہے۔ اور یہ فعل مناسک حج میں سے ہے، جس میں دوسری کوئی عبادت اس کے برابر نہیں ہو سکتی۔ اور اگر یہ قیاس صحیح ہوتا تو پھر لازماً یہ بھی کہنا پڑتا کہ ننگے سر نماز پڑھنا (مستحب نہیں بلکہ) واجب ہے، کیونکہ حج میں (دوران احرام) سر ننگا رکھنا واجب ہے۔ اور یہ ایک ایسا نقطہ ہے کہ جس کی رو سے اس قیاس سے رجوع کئے بغیر کوئی چارہ کار ہی نہیں رہتا۔ ولعلہم یعلمون (۲۲)

۲۔ فقہ السنہ میں ایک دوسری بات یہ بھی کہی گئی ہے کہ نماز میں سر کوڑھانے کی افضلیت پر دلالت کرنے والی کوئی دلیل وارد نہیں ہوئی۔

مؤلف کا کسی بھی دلیل کے وارد ہونے کی مطلقاً نفی کر دینا صحیح نہیں۔ البتہ اگر وہ کہتے ہیں کہ افضلیت پر دلالت کرنے والی کوئی خاص دلیل وارد نہیں ہوئی تو پھر ان کی یہ بات مسلم ہے۔ اور کسی خاص دلیل کا نہ ہونا کسی عام دلیل کے وارد ہونے کی نفی بھی نہیں کرتا، اور سر کوڑھانے کی عام دلیل موجود ہے۔ اور اس قاعدے پر بھی تمام (علماء اصول کا) اتفاق ہے۔ کہ جب کوئی معارض و مخالف دلیل نہ ہو تو عام دلیل بھی جیت ہوتی ہے

اور وہ عام دلیل یہ ہے:

”نماز کے لئے دُور حاضر سے کچھ پہلے کا معروف اسلامی لباس پہن کر اس سے زینت اختیار کرنا، دُور سلف صالحین میں ننگے سر رہنا، چنانچہ پھر نا اور اسی حالت میں ہی مساجد میں چلے جانا عرفِ عام میں اچھی حیثیت شمار نہیں کیا جاتا تھا۔ اور یہ بات ان کے یہاں خلافِ زینت تھی“۔ (۲۳)

نماز کے وقت زینت کو اختیار کرنے کا خود اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ جیسا کہ سورہ اعراف آیت ۳۱ میں ارشاد الہی ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا اٰدَمُ خُذْ زِيْنَتَكَ مَعَكَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾

”اے بنی آدم! ہر نماز کے وقت زینت اختیار کرو۔“

نماز کے وقت زینت اختیار کرنے کی ترغیب نبی اکرم ﷺ نے بھی دلائی ہے۔ جیسا کہ طبرانی، اوسط، بہیقی اور معانی الآثار کے حوالہ سے ہم پہلے بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث ذکر کر چکے ہیں۔ جس میں ارشاد نبوی ہے:

﴿اِذَا صَلَّيْ اَحَدُكُمْ فَلْيَلْبَسْ نَوْبِيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ اَحَقُّ مِنْ تَزْيِيْنٍ لَّهٗ﴾ (۲۴)

”تم میں سے جب کوئی نماز پڑھے تو اپنے دونوں کپڑے پہنے، بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ اس کے لئے زینت اختیار کی جائے۔“

اس آیت و حدیث اور سلف صالحین کے عرفِ عام میں ننگے سر نہ پھرنے سے عمامہ و ٹوپی کی فضیلت یا کم از کم ننگے سر نماز کی نسبت اس کی افضلیت کا پتہ چلتا ہے۔ اور یہ عام دلیل ہے۔ جب کہ عمامہ کی فضیلت والی خاص احادیث ہم ذکر کر چکے ہیں کہ وہ سب واقعی موضوعِ من گھڑت ہیں۔

**۳۔ ننگے سر نماز کے دلائل کی استنادی حیثیت:** فقہ السنۃ کے مؤلف سید سابق کے اقتباس پر

وارد ہونے والے مواخذات و اعتراضات میں سے دو ذکر کئے گئے ہیں۔

**پہلی دلیل:** جب کہ اس اقتباس میں ایک تیسری بات بھی مذکور ہے کہ موصوف نے ننگے سر نماز

کے جواز کی دلیل کے طور پر (تاریخ دمشق) ابن عساکر کے حوالہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بیان کردہ روایت پیش کی ہے، جس میں وہ بتاتے ہیں:

﴿إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ رُبَّمَا نَزَعَ قُلُوسَهُ فَجَعَلَهَا سُرَّةَ بَيْنَ يَدَيْهِ﴾ (۲۵)

”نبی اکرم ﷺ بعض دفعہ اپنی ٹوپی اتار کر اسے اپنے سامنے بطور ستر رکھ لیتے تھے۔“

اس روایت سے دو وجوہ کی بناء پر ننگے سر نماز کے جواز پر استدلال نہیں کیا جاسکتا۔

**اولاً:** اس لئے کہ یہ روایت ضعیف ہے اور صاحب تمام المنة کے بقول اس کے ضعیف ہونے پر دلالت

کرنے کے لئے یہی امر کافی ہے کہ اسے روایت کرنے میں ابن عساکر متفق رہے۔ اور انہوں نے سلسلہ

الاحادیث الضعیفہ (۲۵۳۸) میں اس کا سبب بھی بیان کیا ہے۔

**ثانیاً:** اس لئے بھی اس روایت سے ننگے سر نماز کے جواز پر استدلال صحیح نہیں، کیونکہ اگر اس روایت کو صحیح

بھی مان لیا جائے تب بھی یہ مطلق ننگے سر نماز کے جواز کی دلیل نہیں بن سکتی، بلکہ اس روایت کے ظاہری الفاظ

بتا رہے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایسا اس وقت کیا جب ایسی کوئی چیز میسر نہ آئی جسے بطور ستر آپ ﷺ اپنے

سامنے رکھ لیتے اور ستر کے بارے میں وارد شدہ احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ وہ سر کے ڈھانپنے سے بھی اہم

فعل ہے۔ (۲۶)

اور وہ احادیث بھی اپنے موقع پر ذکر کی جائیں گی، ان شاء اللہ۔ تو گویا علی وجہ التنازل اس روایت کو صحیح بھی ما

ن لیا جائے تو اس میں مذکور نبی اکرم ﷺ کا فعل یعنی سر اقدس سے ٹوپی اتار کر اسے بطور ستر اپنے سامنے

رکھ کر نماز پڑھنا ایک ایسی ضرورت کے لئے تھا جو کہ سر ڈھانپنے سے بھی زیادہ اہم ہے۔ لہذا اس سے مطلق جو

ازاخذ نہیں کیا جاسکتا۔

**دوسری دلیل:** تقریباً اسی حدیث سے ملتا جلتا ایک اثر سنن ابی داؤد میں ہے، اس سے بھی ننگے سر کے

جواز پر استدلال کیا جاتا ہے۔ اس اثر میں عبداللہ بن محمد زہری بیان کرتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ نے فرمایا:

﴿رَأَيْتَ شَرِيكَاً صَلَّى بِنَا فِي جَنَازَةِ الْعَصْرِ فَوَضَعَ قَلَنُوسُوكَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ يَعْنِي فِي

فَرِيضَةٍ﴾ (۲۷)

میں نے شریک کو دیکھا کہ انہوں نے ایک جنازہ کے موقع پر ہمیں عصر کی نماز پڑھائی اور اپنی ٹوپی فرض نماز پڑھاتے وقت اپنے سامنے رکھ لی۔ اس سے بھی استدلال کیا جاتا ہے، حالانکہ یہ اثر بھی کئی وجوہ کی بناء پر ناقابلِ حجت و استدلال ہے، جیسا کہ مولانا اسماعیل سلفی صاحب لکھتے ہیں:

**اولاً:** اس لئے کہ یہ نہ تو مرفوع حدیث ہے کہ اس میں نبی اکرم ﷺ کا کوئی عمل بیان ہوا ہو، اور نہ ہی یہ کسی صحابی کا اثر ہے، بلکہ یہ صحابہ کے بعد والوں میں سے کسی کا اثر ہے۔

**ثانیاً:** یہ کہ یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ شریک کون بزرگ ہیں، یہ شریک بن عبداللہ بن ابی نمر تابعی ہیں یا کہ شریک بن عبداللہ نخعی تبع تابعی ہیں۔ اور ان دونوں میں سے چاہے کوئی بھی کیوں نہ ہو، دونوں میں ہی کم و بیش ضعف پایا جاتا ہے۔ لہذا یہ اثر بھی ضعیف ہوا۔ اور پھر یہ کہ ان کا اپنا عمل ہے جو کسی طرح بھی قابلِ حجت نہیں۔

**ثالثاً:** اس لئے بھی اس اثر کو دلیل نہیں بنایا جاسکتا کہ امام ابوداؤد نے اس اثر کو اپنی سنن کے باب **الْحَطِّ إِذَا لَمْ يَجِدْ عَصَا** کے تحت وارد کیا ہے کہ جب عصا نہ ہو تو سترے کے لئے لکیر کھینچنے کا بیان۔

امام صاحب کے انداز سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں ضرورتاً سر رنگ رکھا گیا ہے کیونکہ جب انہیں سترہ کے لئے کوئی چیز نہ ملی تو انہوں نے سترہ کا کام ٹوپی سے لے لیا۔ ضرورت اور عذر سے سر رنگ رکھا جائے تو اس میں بحث نہیں۔ بحث اس میں ہے کہ فیشن اور عادت کے طور پر نماز میں سر رنگ رکھنا کہاں تک درست ہے؟ (۲۸)

**تیسری دلیل:** ایسے ہی ایک تیسری حدیث بھی ہے جس سے نہ صرف یہ کہ ننگے سر نماز کے جواز پر

استدلال کیا جاسکتا ہے، کیونکہ اس میں تو ننگے سر مساجد میں آنے کے لئے امر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ چنانچہ اکال لابن عدی میں دو طریق سے اور تاریخ دمشق ابن عساکر میں ایک طریق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے یعنی اس کلام کو نبی اکرم ﷺ کی طرف منسوب کیا گیا ہے، جس میں ہے:

﴿اَتُّوْا الْمَسَاجِدَ حُسْرًا مُّعْصِبِيْنَ فَاِنَّ الْعَمَائِمَ يُجَبِّحُنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ (۲۹)  
 ”مساجد میں ننگے سر آؤ اور پگڑیاں باندھ کر آؤ۔ بے شک پگڑیاں تو مسلمانوں کے تاج ہیں۔“

اور تارخ ابن عساکر میں اس کے الفاظ میں معمولی سا فرق ہے، وہاں ہے:

﴿اَتُّوْا الْمَسَاجِدَ حُسْرًا وَ مُفْنِعِيْنَ فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ سِيِّمَاتِ الْمُسْلِمِيْنَ﴾  
 ”مساجد میں ننگے سر آؤ یا ٹوپی پہن کر یہ (ٹوپی پہننا ایک) مسلمانوں کی نشانی ہے۔“  
 اور معنی اس کا بھی تقریباً وہی ہے۔

اس روایت کے دونوں طرح کے الفاظ سے جیسا کہ ظاہر ہو رہا ہے کہ بیک وقت دو دلیلیں لی جاسکتی ہیں۔ ایک ننگے سر مساجد میں جانے اور نماز پڑھنے کے جواز کی، دوسری اس کے سراسر برعکس پگڑی یا عمامہ باندھنے کی فضیلت کی۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ ان دونوں باتوں میں سے یہ روایت کسی ایک پر بھی استدلال کے لائق نہیں ہے۔ کیونکہ محدثین کرام نے اسے سخت ضعیف بلکہ موضوع اور من گھڑت قرار دیا ہے کیونکہ اس روایت کے دونوں طرق میں ایک راوی میسرہ بن عبد ربہ ہے جو خود اس بات کا معترف ہے کہ وہ ”وَضَاع“ ہے۔ یعنی روایتیں گھڑتا ہے۔ اور علامہ عراقی نے اسے متروک قرار دیا ہے (۳۰)

اس کے ابن عساکر والے طریق میں جو کہ اکامل میں بھی ہے۔ اس میں ایک راوی مبشر بن عبدیہ ہے جس کے بارے میں ابن عدی نے کہا ہے:

﴿مُبَشَّرٌ هَٰذَا بَيْنَ الْأَمْرِ فِي الضَّعْفِ وَعَامَّةُ مَا يَرْوِيهِ غَيْرُ مَحْفُوظٍ﴾  
 یہ مبشر ضعیف ہونے میں واضح ہے، اور اس کی مرویات عموماً غیر محفوظ ہیں۔

اور امام احمد بن حنبل اس کے بارے میں فرماتے ہیں:

﴿كَانَ يَضَعُ الْحَدِيثَ﴾

”وہ حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔“

اور الضعفاء والمترکین (۳۰/۳) میں امام ابن حبان نے کہا ہے:

﴿يُرَوَّى عَنِ الثَّقَاتِ الْمَوْضُوعَاتِ لَا يَحِلُّ كِتَابَةً حَدِيثِهِ إِلَّا عَلَى جِهَةِ التَّعَصُّبِ﴾ (۳۱)  
 ”یہ ثقہ راویوں سے من گھڑت احادیث بیان کرتا ہے۔ اس کی مرویات کو لکھنا بھی جائز نہیں سوائے برسرِ تعصب کے۔“

یہ ہے اس حدیث کی حقیقت، اب بھلا ایسی حدیث سے استدلال کیسے روا ہو سکتا ہے۔

تمام المئۃ شیخ البانیؒ: عرب علماء سے دوسرے مشہور و معروف عالم اور محدث کبیر شیخنا صرا الدین

الالبانیؒ نے اپنی کتاب تمام المئۃ میں ننگے سر نماز پڑھنے کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ چنانچہ موصوف اپنی اس کتاب کے صفحہ ۱۶۴ پر لکھتے ہیں کہ اس مسئلہ زیر بحث کے بارے میں میری رائے یہ ہے کہ ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ کیونکہ یہ بات مسلم و طے شدہ ہے کہ مسلمان کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ نماز میں سب سے مکمل و احسن حیثیت و صورت میں داخل ہو کیونکہ مجمع طبرانی اوسط، بہیقی اور معانی الآثار طحاوی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿فَإِنَّ اللَّهَ أَحَقُّ مَنْ تُزَيَّنُ لَهُ﴾ (۳۲)

”بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ اس کے لئے زینت اختیار کی جائے۔“

سلف صالحین کے عرف عام میں یہ اچھی صورت شمار نہیں کی گئی کہ ننگے سر رہنے اور ایسے ہی چلنے پھرنے اور اس طرح ہی عبادت گاہوں (مساجد) میں داخل ہونے کی عادت بنالی جائے۔ بلکہ یہ تو ایک اجنبی و مغربی عادت ہے جو کثرت اسلامی ممالک میں اس وقت سے درآئی ہے، جب سے وہ ان ممالک میں (استعمار کی حیثیت سے) داخل ہوئے، اور اپنے ساتھ کتنی ہی فاسد و بدترین عادات لائے۔ اور مسلمانوں نے ان کی نقل و پیروی شروع کر دی، اس عادت اور ایسی ہی دیگر عادات بد کو اپنانے کی وجہ سے مسلمان اپنا اسلامی تشخص ہی کھو بیٹھے ہیں۔ جب کہ یہ ہنگامی صورت حال اس لائق نہیں کہ اسے اپنے گزشتہ اور از دست رفتہ اسلامی عرف و تشخص کی مخالفت کا ذریعہ بنایا جائے۔ اور نہ ہی یہ عادت اس لائق ہے کہ اسے ننگے سر نماز ادا کرنے کے جواز کی دلیل بنالیا جائے (۳۳)

اس کے علاوہ موصوف نے اس کتاب کے اسی مقام پر ننگے سر نماز کے جواز پر دلالت کرنے والی روایات میں سے ایک کو ضعیف اور دوسری کو سخت ضعیف بلکہ موضوع اور من گھڑت قرار دیا ہے۔

**ایک عجوبہ:** علامہ موصوف نے ہی اپنی دوسری کتاب سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ میں جہاں عمامہ کی فضیلت پر دلالت کرنے والی یکے بعد دیگرے تین من گھڑت روایات نقل کی ہیں۔ وہاں ان کے بعد ان کے رُے اثرات بھی ذکر کئے ہیں۔ وہاں ایک بات یہ بھی لکھی ہے: ”دستار و عمامہ یا ٹوپی و پگڑی پر اتنی شدت کے ساتھ عمل کرنے والے لوگوں کی ایک بات انتہائی قابلِ تعجب ہے کہ وہ داڑھی مونڈے یا منڈوانے کا گناہ تو مسلسل کرتے چلے جاتے ہیں، اور جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو انہیں اپنے اس ارتکابِ گناہ کا کوئی شعور تک نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی وہ اس سے اپنی نماز میں کوئی کمی محسوس کرتے ہیں۔ لیکن ٹوپی یا پگڑی کے معاملہ میں سُستی ہرگز نہیں کرتے، اس طرح ان لوگوں نے شریعت کے احکام کو الٹ کر رکھ دیا ہے کہ جو چیز اللہ کی طرف سے حرام تھی اسے مباح کر لیا، اور جو مباح تھی اسے واجب یا قریب واجب کر لیا ہے۔ (۳۴)

ان الفاظ سے موصوف کے رجحان کا پتہ چلتا ہے کہ ان کے نزدیک بھی عمامہ و دستار واجب نہیں بلکہ نماز ننگے سر بھی مباح و جائز ہے۔ لیکن یہ ناپسندیدہ فعل ہے۔ اور افضل و اولیٰ یہی ہے کہ ننگے سر نماز نہ پڑھی جائے۔

**افشاء اسلام کا حکم و فضیلت اور موانع:** اسی پر بس نہیں بلکہ موصوف نے اسی مقام پر اس بات کو

بڑے زوردار طریقہ سے بیان کیا ہے کہ عمامہ و ٹوپی کی ضرورت جتنی نماز کے لئے ہے، نماز سے باہر اس کی اس سے بھی زیادہ ضرورت ہے۔ کیونکہ یہ مسلمانوں کا شعار ہے جو انہیں غیر مسلموں سے امتیازی حیثیت دیتا ہے۔ خصوصاً آدھ حاضر میں جب کہ مومن و کافر سب کے لباس (اور وضعِ قلع) ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں یہاں تک کہ اب تو یہ بھی مشکل ہو گیا ہے کہ مسلمان جانے پہچانے یا انجانے ہر طرح کے مسلمانوں میں دعاء اسلام کو عام کر سکے (۳۵)



گویا نہ تو مسلمان کے چہرے پر اسلامی شناخت یعنی داڑھی ہوتی ہے اور نہ ہی سر پر ٹوپی یا عمامہ اور لباس بھی ایک جیسے ہو گئے ہیں۔ اس ساری صورت حال میں تو سلام کے عام کرنے کے عمل میں بھی رکاوٹ آرہی ہے۔ جسے کوئی جانتا ہے اسے تو سلام کہہ لیتا ہے۔ لیکن جسے کوئی نہیں جانتا اسے سلام کہنے میں یہ امر مانع ہوتا ہے کہ یہ مسلمان بھی ہے یا نہیں؟ کیونکہ کسی کے ماتھے پر یہ لکھا ہوا نہیں ہوتا کہ وہ کون ہے؟ اور کسی قسم کا اسلامی شعار اس پر واضح نہیں ہوتا۔ اور اب اگر وہ غیر مسلم ہے اور اسے سلام کہہ دیں تو اس ارشاد و رسالت مآب ﷺ کی خلاف ورزی ہوگی، صحیح مسلم، ابوداؤد اور ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، جس میں ارشاد نبوی ﷺ ہے:

﴿لَا تَبْدُؤُوا الْيَهُودَ وَلَا النَّصَارَىٰ بِالسَّلَامِ﴾ (۳۶)

”کہ (غیر مسلم) یہود و نصاریٰ کو سلام کہنے میں پہل مت کرو۔“

اور اگر اسے عدم پہچان کی وجہ سے سلام نہیں کہتا، حالانکہ وہ مسلمان ہے تو دوسرے ارشاد و رسالت مآب ﷺ کی نافرمانی ہوتی ہے جو کہ صحیح بخاری و مسلم، ابوداؤد، الادب المفرد، ابن حبان اور ابوعوانہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، جس میں بہترین اسلام کیا ہے؟ کے جواب میں ارشاد ہے:

﴿تُطْعِمِ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَىٰ مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْهُ﴾ (۳۷)

”کھانا کھلاؤ اور سلام کہو چاہے تم کسی کو جانتے ہو یا نہیں پہچانتے ہو۔“

یہ صورت حال مسلمانوں کی اپنی پیدا کردہ ہے۔ جس میں عمامہ و ٹوپی کا عام حالات میں استعمال نہ کرنا بھی اہم رول ادا کر رہا ہے۔ اور داڑھی منڈوانا اور مغربی طرز کے لباس کا عام استعمال اس پر مستزاد ہے۔ اور یہ سب عوامل مل کر افشائے سلام کے عمل خیر و مطلوب میں رکاوٹ بن رہے ہیں۔ جب کہ افشائے سلام یعنی ہر کس و ناکس کو سلام کہنے کا نبی اکرم ﷺ نے حکم فرمایا ہے، جیسا کہ الادب المفرد امام بخاری، صحیح مسلم، ابوداؤد اور ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿لَا تَخْلُوا الْجَنَّةَ حَتَّىٰ تُوْمِنُوا وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّىٰ تَحَابُّوا، أَوْ لَا أَذِلُّكُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ إِذَا

فَعَلْتُمُوهُ تَحَابُّتُمْ، أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ ﴿٣٨﴾

”تم اس وقت تک جنت میں نہیں جا سکتے جب تک کہ ایمان نہ لے آؤ اور اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جسے اپنانے سے تم باہم ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو، آپس میں سلام کو عام کرو۔“

اور بخاری و مسلم کی ایک متفق علیہ حدیث میں ابوعمارہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

﴿أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِسَبْعٍ بِعِبَادَةِ الْمَرِيضِ، وَإِتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ وَنَصْرِ الضَّعِيفِ وَعَوْنِ الْمَظْلُومِ وَأَفْشَاءِ السَّلَامِ وَإِبْرَاءِ الْمُقْسِمِ﴾ (۳۹)

”نبی اکرم ﷺ نے ہمیں سات کاموں کا حکم فرمایا:

۱. بیمار کی عیادت و تیمارداری کا۔
۲. جنازے کے پیچھے چلنے (یعنی جنازہ پڑھنے) کا۔
۳. چھینک مارنے (پر الْحَمْدُ لِلَّهِ کہنے) والے کا (يُرْحَمُكَ اللَّهُ کہہ کر) جواب دینے کا۔
۴. ضعیف و کمزور کی مدد کرنے کا۔
۵. مظلوم کے ساتھ تعاون کرنے کا۔
- ۶۔ سلام کو عام کرنے کا۔
- ۷۔ اور قسم کھانے والے کی قسم کو پورا کرنے کا۔“

یعنی کسی سے جو کام کروانے کے لئے کوئی قسم کھائے وہ کام کر دینا تاکہ اس کی قسم پوری ہو جائے۔ (۴۰)

ایسے ہی الادب المفرد امام بخاری، ترمذی، ابن ماجہ، دارمی، مستدرک حاکم اور مسند احمد میں ابو یوسف حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ! أَفْشُوا السَّلَامَ وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصَلُّوا الْأَرْحَامَ وَصَلُّوا النَّاسَ نِيَامًا﴾

”اے لوگو! سلام کو عام کرو، اور (ختا جوں کو) کھانا کھلاؤ، اور صلہ رحمی کرو، اور راتوں کو جب لوگ سوئے

ہوئے ہوں، نمازیں پڑھو (شب زندہ داری کرو)“  
اور جب تم یہ کام کرو گے تو:

﴿تَذْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ﴾ (۴۱)

”سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔“

الادب المفرد امام بخاری، ترمذی، مستدرک حاکم اور صحیح ابن حبان میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

﴿أَعْبُدُوا اللَّهَ حُفَاةً، وَاطْعَمُوا الطَّعَامَ وَأَفْشُوا السَّلَامَ﴾

”اللہ کی عبادت کرو، اور (حقاً جو کو) کھانا کھلاؤ، سلام عام کرو۔“

اگر تم ایسا کرو گے تو:

﴿تَذْخُلُوا الْجَنَّةَ﴾ (۴۲)

”تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔“

سلام کہنے کی فضیلت و برکت کا اندازہ اس حدیث سے بھی ہو جاتا ہے جس میں ابوداؤد و ترمذی اور نسائی کی روایت کے مطابق حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

﴿جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَدَّ عَلَيْهِ ثُمَّ جَلَسَ،

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرًا.....﴾

”ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ آپ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ پھر وہ شخص بیٹھ گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا، دس نیکیاں۔“

پھر دوسرا آدمی آیا اس نے کہا، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ، آپ ﷺ نے اس کا جواب دیا، پھر وہ بیٹھ گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: بیس نیکیاں اور پھر ایک اور آدمی آیا تو اس نے کہا، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، آپ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور جب وہ بیٹھ گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تیس

(۴۳)

الادب المفرد امام بخاریؒ اور صحیح ابن حبان میں یہی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ جیسے جیسے کوئی سلام کے الفاظ میں اضافہ کرتا جائے ثواب اور نیکیوں کی تعداد بڑھتی جاتی ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث میں نیکیوں کا لفظ اور تعداد دونوں وارد ہوئے ہیں اور یہ تین کلمات تو صحیحین میں ثابت ہیں (۴۴)۔

جب کہ بعض اضافی کلمات کی تفصیل فتح الباری (۳/۱۱، ۷، ۳۶، ۳۸) میں موجود ہے۔ اندازہ فرمائیں کہ سلام کہنے کی کس قدر فضیلت و ثواب ہے جس سے ہمیں کسی حد تک کبھی محض اس لئے محروم ہونا پڑتا ہے کہ مسلمان کے اسلامی شعائر کو ترک کرنے کی وجہ سے ہم اسے پہچان نہیں پاتے۔ وہ شعائر جن میں سے ایک عمامہ یا ٹوپی بھی ہے۔

**جہاں مسلم و کافر ملے جلے بیٹھے ہوں:** یہاں ایک مسئلہ ذکر کر دینا مناسب لگتا ہے کہ اگر کہیں آپ دیکھتے ہیں کہ مسلم و کافر ملے جلے بیٹھے ہیں، یا کام میں لگے ہوئے ہیں تو آپ کو مسلمانوں کی تبت سے ضرور سلام کہہ لینا چاہیے۔ کیونکہ اس کا ثبوت صحیح احادیث میں موجود ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری و مسلم اور ترمذی میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

﴿أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى مَجْلِسٍ فِيهِ اخْتِلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ عَبْدُ الْأَوْثَانِ وَالْيَهُودُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ﴾ (۴۵)

نبی اکرم ﷺ ایک ایسی مجلس کے پاس سے گزرے جس میں مسلمان اور مشرکین یعنی بتوں کے پجاری اور یہودی سب ملے جلے بیٹھے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کو سلام کہا۔

عمومی لفظ کے ساتھ سلام کہنا مگر تبت صرف مسلمانوں کی کرنا، اس کی صراحت تو امام نوویؒ نے کی ہے اور یہ اس بناء پر کہ غیر مسلم کو سلام کرنے میں ابتداء کرنا جائز نہیں ہے (جیسا کہ حدیث ذکر کی جا چکی ہے) اور امام ابن العربیؒ فرماتے ہیں کہ اگر اہل سنت و اہل بدعت، عدل پسند اور ظالم یا محب اور مبغض بیٹھے ہوں تو بھی اول

الذکر لوگوں کی نیت کر کے عمومی الفاظ کے ساتھ سلام کہنا چاہیے (۴۶)

سلام کی فضیلت اور متعلقہ چند امور تو ہم نے محض موانع کا ذکر کرنے کی مناسبت سے ذکر کر دیئے ہیں، ورنہ سلام سے متعلقہ احکام و مسائل تو بہت زیادہ ہیں لیکن سرِ دست وہ ہمارے موضوع سے خارج ہیں۔ لہذا یہاں ہم ان سے صرف نظر کر رہے ہیں۔ کبھی اللہ تعالیٰ نے موقع بخشا اور توفیق سے نوازا تو ان مسائل کی تفصیل بھی پیش کر دیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ (۴۷)

**ٹوپی و عمامہ یا کوئی ایک:** یہاں ایک اور بات بھی آپ کے گوش گزار کر دیں کہ بعض لوگ عام حالات میں تو کیا خاص دورانِ نماز بھی عمامہ یا ٹوپی نہیں رکھتے بلکہ ایسے لوگوں کی کثرت ہو رہی ہے۔ جب کہ ادھر کچھ لوگ وہ ہیں جو بال کی کھال اتارنے کے پکڑ میں لگے رہتے ہیں۔ اور یہ پوچھتے ہیں کہ نیچے ٹوپی اور اس کے اوپر عمامہ یا گچڑی یا دونوں بیک وقت ضروری ہیں یا دونوں یعنی عمامہ و ٹوپی میں سے کوئی ایک چیز بھی کافی ہے؟ اور کیا نبی اکرم ﷺ یا صحابہ کرام نے کبھی بغیر عمامہ کے ٹوپی پہنی ہے یا نہیں؟ اور عام لوگ تو عموماً صرف ٹوپی پر اکتفاء کرتے ہیں۔ لیکن ان کا کہنا ہوتا ہے کہ ٹوپی کے اوپر لازم عمامہ باندھو، کیونکہ صرف ٹوپی پہننا مکروہ ہے۔ اور ان کا استدلال رکابہ بن عبد یزید الہاشمی والی ابوداؤد و ترمذی اور بیہقی کی اس مرفوع حدیث سے ہوتا ہے، جس میں ہے:

﴿إِنَّ فَرْقَ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُشْرِكِينَ الْعَمَامُ عَلَى الْقَلَابِ﴾ (۴۸)

”ہمارے اور مشرکین کے مابین فرق یہ ہے کہ ہم ٹوپی پر عمامہ باندھتے ہیں۔“

جب کہ حقیقت یہ ہے کہ نماز اور نماز سے باہر ہمیشہ یا کبھی صرف ٹوپی کا استعمال بلاشبہ جائز و مباح ہے۔ اس پر گچڑی باندھنا نہ فرض و واجب ہے نہ سنتِ مؤکدہ۔

امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو حسنِ غریب اور اس کی سند کو لیس بالْقَانِمِ قرار دیا ہے۔ اور مُحَقِّق مَشْكُوۃ شَيْخِ الْإِسْلَام نے ان کی تصدیق کی ہے۔ اور ماہنامہ محدث دہلی کی جلد ۱۰ شمارہ ۳ میں صادر شدہ ایک فتویٰ کی رو سے یہ روایت ضعیف ہے۔ اور اگر اسے صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو ابنِ الملک وغیرہ شراح حدیث کے بیان کردہ

معنی کے مطابق اس حدیث سے بھی (عمامہ کے بغیر) صرف ٹوپی پہننے کی کراہت ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کے برعکس علامہ ابن قیمؒ کی تحقیق کے مطابق نبی اکرم ﷺ بغیر عمامہ کے صرف ٹوپی بھی استعمال فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ علامہ موصوفؒ اپنی بلند پایہ کتاب زاد المعاد فی ہدی خیر العباد میں فرماتے ہیں:

”نبی اکرم ﷺ کا ایک عمامہ تھا جسے ”صحاب“ کا نام دیا گیا تھا۔ اور وہ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہنایا تھا۔“

آگے موصوف لکھتے ہیں:

﴿وَكَانَ يَلْبِسُهَا وَيَلْبِسُ تَحْتَهَا الْقُلَنْسُوَّةَ وَكَانَ يَلْبِسُ الْقُلَنْسُوَّةَ بِغَيْرِ الْعِمَامَةِ وَكَانَ يَلْبِسُ الْعِمَامَةَ بِغَيْرِ قُلَنْسُوَّةٍ﴾ (۴۹)

”آپ ﷺ وہ عمامہ (صحاب) باندھتے تھے، اور اس کے نیچے ٹوپی بھی پہنتے تھے۔ آپ ﷺ عمامہ کے بغیر صرف ٹوپی بھی پہنتے تھے اور آپ ﷺ ٹوپی پہنے بغیر بھی عمامہ باندھتے تھے۔“

علامہ ابن قیمؒ کی تائید بعض آثار سے بھی ہوتی ہے۔ مثلاً صحیح بخاری شریف میں امام ابواسحاقؒ کا ایک اثر ہے جو کہ امام ابوحنیفہؒ کے استاد ہیں اور انہوں نے اڑتیس (۳۸) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حدیث روایت کی ہے۔ بخاری شریف میں ان کے بارے میں مذکور ہے:

﴿وَضَعَ أَبُو إِسْحَاقٍ قُلَنْسُوَّتَهُ فِي الصَّلَاةِ وَرَفَعَهَا﴾ (۵۰)

”ابواسحاق نے اپنی ٹوپی کو حالت نماز میں نیچے رکھا اور اسے اٹھایا (گویا کہ وہ نماز بھی صرف ٹوپی سے ادا فرماتے تھے)۔“

صرف ٹوپی کے استعمال کے جواز پر بعض اہل علم نے (جسے مفتی ”محمد ث“، دہلی مذکور وغیرہ ہیں) کچھ مرفوع احادیث سے بھی استدلال کیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ ضعیف السند ہونے کی وجہ سے قابل حجت نہیں۔ مثلاً ترمذی و مسند احمد میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ایک مرفوع حدیث ہے، جس میں ہے:

﴿الشَّهْدَاءُ أَرْبَعَةٌ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ جَيِّدٌ الْإِيمَانِ، لَقِيَ الْعَدُوَّ فَصَدَّقَ اللَّهَ حَتَّى قُتِلَ، فَلَا ذَلِكُ

الَّذِي يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ أَعْيُنُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ هَكَذَا ۝

شہید چار ہیں۔ ایک وہ مومن آدمی جو بڑے عمدہ ایمان والا ہے۔ وہ میدان کارزار میں دشمن سے برسرِ پیکار ہوا اور اللہ (کی وحدانیت) کی تصدیق کی۔ یہاں تک کہ جان دے دی۔ یہی وہ شہید ہے جسے قیامت کے دن اتنا عظیم درجہ مرتبہ و مقام ملے گا کہ لوگ اس کی طرف نگاہیں اٹھا کر دیکھیں گے؛ اور ترمذی میں یہ الفاظ بھی ہیں:

﴿وَرَفَعَ رَأْسَهُ حَتَّى سَقَطَتْ قَلْنُسُوهُ﴾

”اور (رفع و بلندی ہانے کے لئے) انہوں نے اپنے سر کو اتنا اٹھایا کہ سر سے ٹوپی گر گئی۔“

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرنے والے حضرت فضالہ بن عبید سے بیان کرنے والے راوی ابو یزید خولانی بیان کرتے ہیں:

﴿فَمَا أَذْرَى الْقَلْنُسُوةَ عُمَرَ أَرَادَ أَمْ قَلْنُسُوةَ النَّبِيِّ ﷺ﴾ (۵۱)

”میں نہیں جانتا کہ حضرت فضالہ کی مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ٹوپی کا گرنا تھا یا کہ نبی اکرم ﷺ کی۔“

آگے دوسرے تین آدمیوں کا تذکرہ بھی ہے، امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن و غریب قرار دیا ہے (۵۲)۔ جب کہ شیخ ناصر الدین البانی نے امام سیوطی کی الجامع الصغیر کی صحیح و ضعیف، دو قسموں میں تقسیم کی ہے۔ تو اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہوئے انہوں نے ضعیف الجامع (۲/۳/۲۵۹) میں ذکر کیا ہے۔ ایسے ہی ایک دوسری حدیث الرویانی اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے، جس میں وہ بیان کرتے ہیں:

﴿كَانَ عَلِيٌّ يَلْبَسُ الْقَلَانِسَ تَحْتَ الْعَمَامَةِ وَبِغَيْرِ الْعَمَامَةِ وَبِغَيْرِ الْقَلَانِسِ وَكَانَ يَلْبَسُ

الْقَلَانِسَ الْيَمَانِيَّةَ﴾ (۵۳)

”نبی اکرم ﷺ عمامہ کے نیچے ٹوپی پہنتے تھے اور بغیر عمامہ کے صرف ٹوپی بھی۔ اور ٹوپی کے بغیر بھی عمامہ باندھتے تھے۔ اور آپ ﷺ یعنی ٹوپیاں بھی پہنتا کرتے تھے۔“

اس حدیث کو بھی امام سیوطی الجامع الصغیر میں لائے ہیں اور اُسے صحیح و ضعیف میں الگ الگ کرنے والے محدث مذکور نے اسے سخت ضعیف قرار دیتے ہوئے ضعیف الجامع میں درج کیا ہے۔

**المختصر:** یہ کہ علامہ ابن قیمؒ والی تحقیق کی رو سے صرف عامہ و پگڑی باندھیں یا صرف ٹوپی پہنیں یا دونوں کو بیک وقت اوپر نیچے استعمال کریں، ہر طرح جائز ہے۔ ممانعت نہیں اور مذکورہ موضوع ختم کرتے ہوئے یہ بھی کہتے جائیں کہ، بخاری و مسلم کی ایک ذکر کردہ حدیث (الارواء ۳۰۴/۱) کی رو سے جمہور اہل علم کے نزدیک نماز میں کندھوں کے ننگے رکھنے کی ممانعت ونہی، نہی تنزیہی ہے۔ تحریمی نہیں یعنی کندھوں کا ڈھانپنا ہوا ہونا بہتر ہے فرض و واجب نہیں۔ اور المغنی ابن قدامہ میں مذکور ہے کہ امام ابوحنیفہ، مالک اور شافعی رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔ لیکن امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک کندھوں کا ڈھانپنا بھی ضروری ہے۔ البتہ اگر کپڑا اچھوٹا ہو شرعاً یعنی مقاماتِ ستر کی ستر پوشی کرے اور ننگے کندھوں سے نماز پڑھے (۵۴)

اب رہا معاملہ نماز میں مردوں کے سر ڈھانپنے کا تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ اول تو دستار و عمامہ یا ٹوپی و پگڑی عام حالات میں بھی استعمال کریں۔ کہ یہ شعائرِ مسلم ہے اور جب عام حالات میں اسے ترک کر رکھا ہے تو کم از کم نماز کے وقت تو اچھی سی ٹوپی پہن لیا کریں۔ کیونکہ یہ انسان کے لئے زینت ہے مگر ہمارے ممالک کی مساجد میں یا پھر ہمارے ہی لوگوں کی لائی ہوئی اور ان مساجد میں رکھی گئی ٹوپیاں ہرگز زینت نہیں ہوتیں۔ ان کی نسبت تو ننگے سر نماز پڑھ لینا ہی بہتا ہے۔ کیونکہ ننگے سر بھی نماز ہو جاتی ہے۔ سر کو ڈھانپنا محض زینت و آداب نماز کا ایک تقاضا ہے کوئی فرض و واجب یا سنتِ مؤکدہ بھی نہیں ہے۔ لہذا اگر کوئی ننگے سر نماز پڑھ رہا ہو تو اس کے گلے پڑنا، اس کے سر پر ٹوپی رکھنا یا اسے خشمگین نگاہوں سے گھورنا ہرگز درست نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ بات کو سمجھنے کی توفیق سے نوازے (آمین) وَاللّٰهُ لَمُؤَقِّقٌ

وَالسَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہٗ ابوعدنان محمد منیر قمر نواب الدین

ترجمان سپریم کورٹ، الخبر

وداعیہ متعاون، مرکز دعوت و الارشاد، الخبر، الدمام، الظہر ان (سعودی عرب)



## فہرست مآثر و مآثر

| نمبر شمار | اسم الکتاب                         | اسم المؤلف                | طبع                     |
|-----------|------------------------------------|---------------------------|-------------------------|
| ۱         | قرآن کریم                          |                           |                         |
| ۲         | ارواء الغلیل                       | علامہ البانی              |                         |
| ۳         | اعلام اهل العصر                    | علامہ شمس الحق ڈیانوی     | طبع بیروت               |
| ۴         | اعلام الموقعین                     | علامہ ابن قیم             | طبع بیروت               |
| ۵         | بلوغ المرام مع سبل السلام          | حافظ ابن حجر عسقلانی      | طبع بیروت و مصر         |
| ۶         | تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی             | علامہ عبدالرحمن مبارکپوری | طبع مدنی                |
| ۷         | تخریج احیاء علوم الدین             | علامہ عراقی               | طبع بیروت               |
| ۸         | العلیق المغنی                      | علامہ ڈیانوی              | طبع بیروت               |
| ۹         | الخصائص الجیر                      | حافظ ابن حجر عسقلانی      | جامعہ سلفیہ فیصل آباد   |
| ۱۰        | جامع الاصول                        | امام ابن الاثیر           | طبع بیروت و الریاض      |
| ۱۱        | الجوهر النقی حاشیہ سنن کبریٰ بیہقی | علامہ الترمذی             | دار الفکر - بیروت       |
| ۱۲        | حاشیہ السندی و السیوطی علی التسانی | امام سندھی و سیوطی        | دار الفکر - بیروت       |
| ۱۳        | حجاب المرأة المسلمة                | تحقیق علامہ البانی        | المکتب الاسلامی - بیروت |
| ۱۴        | زاد المعاد                         | علامہ ابن قیم             | طبع الدوحہ القطر        |
| ۱۵        | سبل السلام                         | علامہ صنعانی              | طبع بیروت               |
| ۱۶        | سنن ابن ماجہ                       | امام ابن ماجہ             | طبع بیروت               |
| ۱۷        | سنن ابوداؤد مع العون               | امام ابوداؤد              | طبع مدنی                |
| ۱۸        | سنن دارقطنی                        | امام دارقطنی              | طبع بیروت               |

| نمبر شمار | اسم الکتاب                          | اسم مؤلف                     | طبع                     |
|-----------|-------------------------------------|------------------------------|-------------------------|
| ۱۹        | سنن دارمی                           | امام دارمی                   | طبع بیروت               |
| ۲۰        | سنن ترمذی مع التحدہ                 | امام ترمذی                   | طبع مدنی                |
| ۲۱        | سنن کبریٰ بیہقی                     | امام بیہقی                   | طبع بیروت،              |
| ۲۲        | صحیح سنن نسائی                      | امام نسائی و علامہ البانی    | المکتب الاسلامی بیروت   |
| ۲۳        | سلسلۃ الأحادیث الصحیحہ              | علامہ البانی                 | المکتب الاسلامی - بیروت |
| ۲۴        | سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ              | علامہ البانی                 | المکتب الاسلامی - بیروت |
| ۲۵        | شرح السنہ                           | امام بغوی                    | المکتب الاسلامی - بیروت |
| ۲۶        | صحیح بخاری مع الفتح                 | امام بخاری                   | دار الإفتاء - الریاض    |
| ۲۷        | صحیح ابن حبان (الموارد)             | امام ابن حبان و ہشیمی        | طبع الریاض              |
| ۲۸        | صحیح ابن خزیمہ                      | امام ابن خزیمہ               | طبع الریاض              |
| ۲۹        | صحیح مسلم مع النووی                 | امام مسلم                    | طبع - بیروت             |
| ۳۰        | صفۃ صلوٰۃ النبی ﷺ                   | علامہ البانی                 | دار المعرفۃ - الریاض    |
| ۳۱        | عمون المعبود شرح ابوداؤد            | علامہ شمس الحق ڈیانوی        | طبع مدنی                |
| ۳۲        | فتح الباری                          | علامہ ابن حجر عسقلانی        | دار الإفتاء - الریاض    |
| ۳۳        | الفتح الباری شرح مسند احمد الشیبانی | علامہ احمد عبدالرحمن البیضاء | دار الشہاب - قاہرہ      |
| ۳۴        | فقہ السنہ (اردو)                    | محمد عاصم                    | مکتبہ چراغ راہ - کراچی  |
| ۳۵        | فقہ السنہ (عربی)                    | سید سابق                     | طبع بیروت               |
| ۳۶        | کتاب التوحید                        | ابن بندہ                     | طبع بیروت               |
| ۳۷        | صحیح بخاری مع انگلش ترجمہ           | ڈاکٹر محسن خان               | دار العربیہ، بیروت      |
| ۳۸        | مجمع الزوائد                        | علامہ بیہقی                  | طبع - بیروت             |

| نمبر شمارہ | اسم الکتاب                | اسم مؤلف                  | طبع  |
|------------|---------------------------|---------------------------|--|
| ۳۹         | المختصر                   | علامہ ابن حزم             | طبع - مصر                                    |
| ۴۰         | مختصر صحیح بخاری          | علامہ البانی              | المکتب الاسلامی - بیروت                      |
| ۴۱         | مختصر صحیح مسلم           | علامہ البانی              | المکتب الاسلامی - بیروت                      |
| ۴۲         | مختصر قیام اللیل          | امام مروزی                | الرسالۃ - بیروت،<br>وحدیث اکادمی - فیصل آباد |
| ۴۳         | المرعاۃ شرح مشکاۃ         | علامہ عبید اللہ مبارکپوری | سائنگھیل - پاکستان                           |
| ۴۴         | مسند احمد                 | امام احمد بن حنبل         | المکتب الاسلامی - بیروت                      |
| ۴۵         | مشکوٰۃ بتقیق البانی       | علامہ خطیب تبریزی         | المکتب الاسلامی - بیروت                      |
| ۴۶         | مصنف ابن ابی شیبہ         | امام ابن ابی شیبہ         | الدار السلفیہ: بیروت                         |
| ۴۷         | مصنف عبدالرزاق            | امام عبدالرزاق            | انجس العلوی، انڈیا                           |
| ۴۸         | المغنی                    | امام ابن قدامہ            | طبع بیروت و مصر                              |
| ۴۹         | موطا امام مالک مع التتویر | امام مالک                 | طبع بیروت                                    |
| ۵۰         | نصب الرایۃ                | علامہ زبیدی               | طبع بیروت                                    |
| ۵۱         | نبیل لأوطار               | امام شوکانی               | طبع بیروت                                    |

## مجلّات و جرائد

۱-۵۲ مجلّہ جامعہ ابراہیمیہ، فتویٰ مولانا جانناز، سیالکوٹ

۲-۵۳ ہفت روزہ ۱۱ اعتصام، حافظ احمد شاکر، لاہور

## تراجم و تصانیف محمد منیر قمر

| تاریخ طبعات | شائع کردہ                              | نام کتاب   |
|-------------|--|--|
| 1396ھ 1976ء | بزم الہلال، جامعہ سلفیہ فیصل آباد      | 1 آمینہ نبوت (سیرت النبی ﷺ ایک اچھوتے انداز میں) |
| 1396ھ 1976ء | بزم الہلال، طبع اول                    | 2 رمضان المبارک -                                |
| 1422ھ 2001ء | مکتبہ کتاب وسنت، طبع دوم               | (روحانی تربیت کا مہینہ)                          |
| 1400ھ 1981ء | الحاج علی محمد سعید الباقرین، شارجہ    | 3 کشف الشبهات (توحید)                            |
| 1401ھ 1981ء | الحاج عامر محمد سعید الباقرین، شارجہ   | 4 مسنون ذکر الہی (مختصر)                         |
| 1981ء       | الحاج عامر محمد سعید الباقرین، شارجہ   | 5 مناسک الحج والعمرة                             |
| 1981ء       | شیخ محمد صالح الکندی، شارجہ            | 6 درآمدہ گوشت کی شرعی حیثیت                      |
|             | صدیقی ٹرسٹ - کراچی                     | 7 خزیر کی چربی پر مشتمل اشیاء (اردو)             |
| 1401ھ 1981ء | مسلم اسٹوڈنٹس ایسوسی ایشن - ایروڈین    | 8 خزیر کی چربی پر مشتمل اشیاء (انگلش)            |
|             | یونیورسٹی                              |  |
| 1401ھ 1981ء | صدیقی ٹرسٹ - کراچی                     | 9 انسانی تاریخ کی خفیہ ترین تحریک                |
| 1402ھ 1982ء | ادارۃ الاسلامیہ - فیصل آباد            | 10 دعوت الی اللہ اور داعی کے اوصاف               |
| 1401ھ 1982ء | الادارۃ الاسلامیہ - فیصل آباد          | 11 وجوب عمل بالسنة اور کفر منکر                  |
| 1403ھ 1983ء | الادارۃ الاسلامیہ - فیصل آباد          | 12 تین اہم اصول دین اور شرط الصلوٰۃ              |
| 1985ء       | دارالافتاء - الریاض طبع اول            | 13 تین اہم اصول دین                              |
| 1413ھ       | المکتب التعاونی بالبدیعہ وغیرہ         | ۲۰۰۰ تک (چھ ایڈیشن)                              |
| 1411ھ 1991ء | روبی جیولرز - دہلی                     | 14 قبولیت عمل کی شرائط (طبع اول)                 |
| 1412ھ 1992ء | المہتاب انٹرپرائزز - قطر               | (طبع دوم)  |
| 1421ھ 2001ء | مکتبہ کتاب وسنت، ربیعان چیمبر، سیالکوٹ | (طبع سوم)  |

| تاریخ طبع   | شائع کردہ                            | نام کتاب                                |
|-------------|--------------------------------------|---|
| 1981ء       | مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ، سیالکوٹ | 15 مسنون ذکر الہی (مفصل) طبع اول        |
| 1994ء       | ” ”                                  | طبع دوم                                 |
| 2001ء       | ” ”                                  | طبع سوم                                 |
| 1992ء       | مکتبہ ابن تیمیہ قطر                  | 16 سیرت امام الانبیاء (طبع اول)         |
| 1993ء       | مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ، سیالکوٹ | 17 شراب اور دیگر منشیات (طبع اول)       |
| 1989ء       | مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ، سیالکوٹ | 18 سونے حرم (حج و عمرہ) طبع اول         |
| 1995ء       | ” ”                                  | طبع دوم                                 |
| 1990ء       | مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ، سیالکوٹ | 19 فقہ الصلوٰۃ (جلد اول) طبع اول        |
| 1414ھ 1999ء | مکتبہ کتاب وسنت ریحان چیمہ، سیالکوٹ  | 20 فقہ الصلوٰۃ (جلد دوم)                |
|             | نور اسلام اکیڈمی - لاہور             | 21 فقہ الصلوٰۃ (جلد سوم) زیر کتابت      |
|             | زیر ترتیب                            | 22 فقہ الصلوٰۃ (جلد چہارم)              |
| 1421ھ 2000ء | زیر کتابت                            | 23 رمضان المبارک و احکام روزہ           |
|             | ”                                    | 24 احکام زکوٰۃ و صدقات                  |
| 1421ھ 2000ء | مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ، سیالکوٹ | 25 جہاد اسلامی کی حقیقت                 |
| 1421ھ 2001ء | مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ، سیالکوٹ | 26 سود و رشوت                           |
| 1421ھ 2001ء | مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ، سیالکوٹ | 27 زنا کاری و فحاشی                     |
|             | تیار برائے طبع                       | 28 چند اختلافی مسائل میں راہ اعتدال     |
|             | تیار برائے طبع                       | 29 مقالات قمر                           |
| 1421ھ 2000ء | ”                                    | 30 گلدستہ نصیحت سے بچاس پھول -          |
|             | تیار برائے طبع                       | 31 بچاس سوال و فتاویٰ احکام حیض کے بارے |
|             | تیار برائے طبع                       | 32 محرمات (حرام امور)                   |

| نام کتاب  | شائع کردہ  | تاریخ طباعت      |
|---|--|------------------|
| 33 ممنوعات (ناجائز امور)                            | ،  | تیار برائے طباعت |
| 34 لوط و اغلام بازی                                 | مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمر، سیالکوٹ 1421ھ 2000ء           |                  |
| 35 انسداد زنا و لواطت کیلئے اسلام کی تدابیر         | مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمر، سیالکوٹ 1421ھ 2000ء           |                  |
| 36 سورۃ فاتحہ فضیلت و مقتدی کے لئے حکم              | مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمر، سیالکوٹ                       | تیار برائے طباعت |
| 37 آمین۔ معنی و مفہوم، مقتدی کے لئے حکم             | مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمر، سیالکوٹ 1421ھ 2000ء           |                  |
| 38 رفع الیدین، جائنہن کے دلائل کا جائزہ             | ”  | تیار برائے طباعت |
| 39 درود شریف۔ فضائل و احکام                         | نور اسلام اکیڈمی۔ لاہور 1422ھ 2001ء                        |                  |
| 40 ظہور امام مہدی، (طبع اول)                        | مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمر، سیالکوٹ 1420ھ 2000ء           |                  |
| 41 مسائل قربانی و عیدین                             |  | تیار برائے طباعت |
| 42 الامام العلما مہدیین باز                         | زیر کتابت  |                  |
| 43 الامام المحدث الالبانی                           | زیر کتابت  |                  |
| 44 نماز پنجگانہ کی رکعتیں مع وترو تجبّد             | علی فواد پبلشرز لاہور، توحید پبلیکیشنز، بنگلور 1421ھ 2000ء |                  |
| 45 فریضہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور ضرورت جہاد | مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمر، سیالکوٹ 1421ھ 2000ء           |                  |
| 46 اسیران جہاد اور مسئلہ غلامی                      | ”  | 1422ھ 2001ء      |
| 47 جمعہ مبارک۔ فضائل و مسائل                        | مسودہ تیار برائے طباعت                                     |                  |
| 48 نماز باجماعت کا حکم                              | مسودہ تیار برائے طباعت                                     |                  |
| 49 مباحات و مکروہات و مفسّدات نماز                  | مسودہ تیار برائے طباعت                                     |                  |
| 50 تفسیر سورۃ الحجرات                               | مسودہ تیار برائے طباعت                                     |                  |
| 51 تمباکو نوشی                                      | مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمر، سیالکوٹ                       |                  |
| 52 دخول جنت کے تین اسباب                            | مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمر، سیالکوٹ 1421ھ 2000ء           |                  |
| 53 انسانی جان کی قدر و قیمت اور فلسفہ جہاد          | مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمر، سیالکوٹ 1421ھ 2001ء           |                  |

## تاریخ طہاعت

## شائع کردہ

## نام کتاب

- 54 مسائل و احکام طہارت (مفصل) مسودہ تیار برائے طہاعت
- 55 قبروں پر مساجد یا مساجد میں قبریں اور مسودہ تیار برائے طہاعت مقامات نماز
- 56 مسائل و احکام مساجد مسودہ تیار، برائے طہاعت
- 57 نماز کیلئے مرد و زن کا لباس مسودہ تیار، برائے طہاعت
- 58 وجوب نقاب (چہرہ کا پردہ) مسودہ تیار، برائے طہاعت
- 59 اوقات نماز مسودہ تیار، برائے طہاعت
- 60 مسائل و احکام آذان و اقامت مسودہ تیار، برائے طہاعت
- 61 مصنوعی اعضاء کی صورت میں غسل و وضوء مسودہ تیار، برائے طہاعت
- 62 ننگے سر نماز مسودہ تیار، برائے طہاعت
- 63 نماز میں عدم پابندی اور تارک نماز کا حکم مسودہ تیار، برائے طہاعت
- 64 غیر مسلموں سے تعلقات اور انکے جھوٹے کھانے پانی کا حکم۔ مسودہ تیار، برائے طہاعت
- 65 آداب دعا (مقامات، اوقات وغیرہ) مسودہ تیار، برائے طہاعت
- 66 حج مسنون (شارجہ ٹیلیویشن سے نشر کردہ پروگرام) مسودہ تیار، برائے طہاعت
- 67 مسائل و احکام لباس و پردہ مسودہ تیار، برائے طہاعت
- 68 زیارت مدینہ منورہ (آداب و احکام) مسودہ تیار، برائے طہاعت
- 69 مختصر مسائل و احکام طہارت و نماز مسودہ تیار، برائے طہاعت
- 70 عید میلاد النبی ﷺ صحیح تاریخ ولادت مصطفیٰ، جشن میلاد و وفات پر مسودہ تیار، برائے طہاعت
- 71 رکوع میں آکر ملنے والے کی رکعت مسودہ تیار، برائے طہاعت

تاریخ طاعت

شایع کردہ

نام کتاب

” ”

72 خطبات مسجد بنوی ﷺ

” ”

73 خطبات مسجد حرام